ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۳	جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ / مارچ ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد محمود میاں مُدیر اعلیٰ	سیّد مسعود میاں نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

"جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
بسم اللہ کی اہمیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ	۱۴
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۲۳
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۳۰
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۷
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۹
حاصلِ مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۷
ایک مخلص عقیدت مند	جناب مولانا تنویر اَحمد صاحب شریفی	۵۱
اپریل فول اور اُس کی تاریخی و شرعی حیثیت	جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مظاہری	۵۵
اَخبار الجامعہ	جناب مولانا اِنعام اللہ صاحب	۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

حکومت اور تحریکِ طالبان کی مذاکراتی کمیٹیوں کے درمیان ''غیر مذاکراتی'' عمل گزشتہ ماہ سے ''متحرک کارٹون'' کی مانند پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی زینت بنا ہوا ہے، اِس سنجیدہ صورتِ حال کو مقتدر قوتیں جس غیر سنجیدہ اَنداز سے لے رہی ہیں اُس کی وجہ سے حالات مزید بگاڑ کی طرف جارہے ہیں۔

پی پی پی کے بلاول زرداری جلتی پر تیل کا کام کر رہے ہیں، وہ ایک خوشامدی ٹولے کے سربراہ ہیں جہاں اُن کا کوئی مدمقابل نہیں ہے جو اُنہیں آئینہ دِکھا تا وہ ایک بڑے میدان میں تنہا فٹ بال کے کھلاڑی ہیں، ''خودی'' کو داد دے کر خود ہی وصول کرتے ہیں جیسے کوئی بچہ چوسنی سے کھیل رہا ہو، اُن کی اِس سیاسی شیر خوارگی کا وبال اُمید ہے کہ اُن کی پارٹی تک ہی محدود رہے گا اور ''اِندرا'' کے ٹینک پر بیٹھ کر پاکستان فتح کرنے والی ''نانا'' کی آرزو پوری نہ ہو سکے گی۔

دُوسری طرف ایم کیو ایم کے الطاف حسین فوج کو اُکسانے میں لگے ہوئے ہیں، بظاہر فوج کے حامی ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ایک آنکھ پر ہاتھ رکھ کر فوج کو تصویر کے دُوسرے رُخ سے بے خبر رکھنا چاہتے ہیں جبکہ اُن کی اپنی حالت ایک سہمے ہوئے ایسے بدحواس کی ہے جو اپنی ہی کشتی میں بیٹھنے سے ڈرتا ہو۔

ملک جس نازک صورتِ حال سے گزر رہا ہے اُس کا تقاضا ہے کہ حکومت تمام غیر ملکی ایجنڈوں اور ایجنٹوں کو نظر اَنداز کرتے ہوئے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے طویل مشاورت کر کے مسئلہ کا کوئی سیاسی حل تلاش کرے، حتی المقدور فوجی اَقدام سے گریز کیا جائے کیونکہ اِس سے ملک میں مزید حالات خراب ہو جانے کے شدید اَندیشے ہیں، فوجی کارروائیوں کے نتیجہ میں بے قصور عوامی آبادیاں بری طرح تباہی سے دوچار ہوتی ہیں پھر اُس کا اپنا ردِّعمل ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ شدید اور وسیع ہو کر مسائل کو مزید پیچیدہ کر دیتا ہے لہٰذا ملک و قوم کا مفاد اِسی میں ہے کہ مسئلہ فوجی کارروائی کے بجائے بات چیت سے حل کیا جائے اور اِس کو ہار جیت کے اَنداز میں ہرگز نہ لیا جائے کیونکہ ہر ایسا قابلِ عمل حل جو اِسلام اور ملک کے مفاد میں ہوگا اُس میں کوئی فاتح یا مفتوح نہ ہوگا بلکہ یہ سب کی فتح ہوگی، بصورتِ دیگر خدانخواستہ سب ہی کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

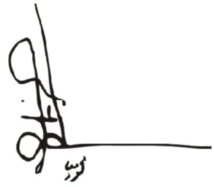

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا　درس حدیث　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اِسلام لانے کے بعد صحابہ اَمن پسند اور دیانت دار ہو گئے۔ سرکاری دورہ اور تحائف یتیم کا مال حکومت نگران۔ کفار کے ہاں میدان سے بھاگنا گناہ نہیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 77 سائیڈ B 1987 - 10 - 25)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ یتیم کا مال کھانا یہ بھی مُوْبِقَاتْ میں ہے مُہلکات میں ہے اِنسان کو یعنی اُس کی عاقبت کو برباد کر دیتا ہے تو وہ سات چیزیں کہ جن سے بچنے کی ہدایت فرمائی تاکید فرمائی اُن میں ایک یہ بھی ہے۔ اِنسان میں کمزوریاں ہیں اور وہ غالب آجاتی ہیں سوچتا ہے کہ نہ غالب آئیں پھر بھی غالب آجاتی ہیں تو اُنہیں اگر روک دیا جائے تو رُک بھی جاتا ہے آدمی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس ماحول سے نکل کر مسلمان ہوتے تھے اُس ماحول میں بہت کم دیانت دار لوگ تھے اور زیادہ لوگ اَکثریت اُن کی حلال و حرام کی تمیز جانتے ہی نہیں تھے اُنہیں کوئی خبر ہی نہیں، جب یہاں آتے تھے تو رسول اللہ ﷺ اُن کو بتلاتے تھے کہ یہ غلط ہے یہ صحیح ہے۔

ایک صحابی ہیں حضرت مغیرہ اِبن شعبہ رضی اللہ عنہ یہ بہت بڑے صاحبِ تدبیر اور بڑے بہادر اور گوریلہ لڑائی کے ماہر، تو اِن کا یہ ہوا کہ یہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے دِل میں یہ تھا کہ مسلمان

ہو جاؤں گا تو اِنہوں نے اپنے ساتھیوں میں ایک کو مارا دُوسرے کو مارا اور اُن کا مال لیا اور آ گئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تو آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ تمہارا جو اِسلام ہے یہ تو میں قبول کرتا ہوں منظور کرتا ہوں وَاَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْہُ فِیْ شَیْ ءٍ[1] اَوْ کَمَاقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مال جو ہے اِس کی ذمہ داری یہ میرے اُوپر نہیں، مگر وہ رہے وہاں کچھ مطالبہ بھی نہیں ہوا اور صلح بھی اُس وقت تک نہیں ہوئی تھی حدیبیہ کی، حدیبیہ کی صلح میں یہ طے ہو گیا تھا کہ اگر کوئی ایسے کرے گا اور ہم اُسے واپس بلائیں گے تو آپ کو واپس دینا ہوگا وَاِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِکَ چاہے وہ مسلمان ہو چکا ہو پھر بھی اِلَّا رَدَدْتَہٗ اِلَیْنَا[2] ہمارے پاس آپ کو واپس بھیجنا ہوگا، یہ معاہدہ ہو گیا یہ اِس سے پہلے کی بات ہے۔

تو یہ تمیز کہ یہ درست ہے یہ نادرست ہے یہ تو اِسلام نے بتلائی ہیں چیزیں، اِس سے پہلے تو اِن لوگوں میں اِس چیز کی کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی، کسی کو بھی پکڑ لیتے تھے اور بیچ دیتے تھے، آپس میں قبائل میں دُشمنیاں تھیں مخالف قبیلے کے لوگوں کو پکڑ لیتے تھے اور بیچ ڈالتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے یہاں تربیت پائی ہے اُن کو اِسی طرح ایک دُشمن قبیلہ جو تھا اُس نے حملہ کیا پکڑ لیا اور پکڑ کے اِغوا کر کے لے گئے لے جا کر بیچ دیا اور وہ غلام بن گئے ہوتے ہوتے وہ مکہ مکرمہ میں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے یہیں رہے تو یہ تمیز کہ اِس طرح سے مال جائز ہے لے سکتے ہو اِس طرح ناجائز ہے نہیں لے سکتے، یہ تمیز ہوتے ہوتے، ہوتے ہوتے اِتنے درجے تک پہنچا دیا کہ تقوی یہ ہے کہ یہ لو اور یہ نہ لو۔

حضرت معاذ اِبن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تعریف کی ہے کہ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ[3] حلال اور حرام کا علم رکھنے والے معاذ اِبن جبل ہیں اِن کے پاس زیادہ ہیں معلومات اِس قسم کی، پہلے کچھ غلطی ہو گئی تھی نماز پڑھانے کی اُس کے بعد تنبُّہ ہوا ہوگا پھر پوچھتے رہتے

---

[1] بخاری شریف کتاب الشروط رقم الحدیث ۲۷۳۱

[2] بخاری شریف کتاب الشروط رقم الحدیث ۲۷۱۱

[3] مشکوۃ شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۱۲۰

ہوں گے خیال رکھتے ہوں گے حتی کہ یہ اِتنے بڑے ہوگئے کہ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فرمادیا رسول اللہ ﷺ نے اِن کی تعریف فرمادی، اِن کو بھیجا تھا آقائے نامدار ﷺ نے کہ جائیں وہاں یمن سے وصول کر لائیں جو کچھ بھی اُن پر واجب ہوتا ہے، یہ گئے وہاں سے وصول کر کے لائے وہاں جب پہنچے اور وہاں ٹھہرے تو کچھ لوگوں سے دوستی ہوگئی تعلقات ہوگئے تو اِن کو ویسے ہی اِس طرح کے تحائف مِل گئے اور وہ خالص دوستی جیسے ہوجاتی ہے وہ ہوگئی اُس میں ہی اُنہوں نے (تحائف) دیے ہیں، یہ لے کر سب وصول کر کے آگئے تو آقائے نامدار ﷺ نے اِن کو چلتے وقت بتلا دیا تھا کہ شاید تمہاری دوبارہ آگے کو ملاقات میرے سے نہ ہو لَعَلَّکَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَقَبْرِیْ [1] شاید ایسے ہو کہ میری یہ مسجد اور میری قبر سے تم گزرو، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اِس بات کو سن کر بہت رونا آیا تھا لیکن بہرحال وہ وہاں گئے مسلمانوں کے لیے تو یہی حکم تھا کہ جہاں بھیجا جائے وہاں جاؤ ثواب بھی اُس میں زیادہ ہے۔

حکم کی تعمیل کرنے میں ثواب زیادہ ہونے کی وجہ :

ایک صحابی تھے اُنہوں نے سوچا کہ میں نماز ایک اور پڑھتا جاؤں اور لشکر باہر تھا تو وہ آگئے نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ تم یہاں کیسے ؟ تم تو لشکر میں جارہے تھے اُنہوں نے کہا جا تو رہا تھا اور جا بھی رہا ہوں اَب بھی، سوچا کہ ایک نماز اور جناب کے پیچھے پڑھ لوں تو رسول اللہ ﷺ نے اِسے پسند نہیں فرمایا، یہ فرمایا کہ وہاں تمہیں جو اَجر ملتا وہ زیادہ تھا یعنی وہاں تم جارہے ہو تو وہاں تمہیں یہاں کا اَجر خود ہی ملتا اَب یہاں کا مِلا ہے وہاں کا نہیں مِلا، ایک رہ گیا، تو عام نظر جو تھی وہ اور چیز ہے اور خاص نظر اور، تو حکم جب دے دیا جائے کہ جاؤ تو وہی اَفضل تھا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اِطاعت کی جائے اُسی میں فضیلت ہے۔

سرکاری دورہ اور تحائف، حضرت عمرؓ کا اِعتراض :

تو یہ (حضرت معاذؓ یمن) چلے گئے، واپس آئے ہیں تو اَبوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا جو کچھ وہاں

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۲۷۳۱

سے وصولی ہوئی وہ پیش کر دی اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ یہ اُن لوگوں نے مجھے دیا ہے ۔ اَبو بکر رضی اللہ عنہ نے تو کچھ نہیں فرمایا اُس کو منظور فرمایا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِختلاف کیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے وہاں جانا جو تھا آپ کا وہ سرکاری طور پر تھا تو جو کچھ وہاں سے وصول ہوا وہ آپ کا نہیں ہے وہ سب سرکاری ہے وہ سب خزانے میں جمع ہونا چاہیے اِنہوں نے اِختلافِ رائے کیا لیکن اَبو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اِتفاق نہیں کیا اور حضرت معاذؓ نے دلیل پیش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ مجھے مالی ضروریات مجبور کر رہی ہیں زیادہ ہیں میرے ساتھ لگی ہوئی تو ایک مقصد یہ بھی تھا وہاں بھیجنے میں کہ میری اِمداد ہو جائے تو یہ اُنہیں معلوم تھا اِس لیے حضرت صدیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید نہیں کی ۔

خواب اور حضرت معاذؓ کا تقوی :

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر خواب دیکھا ایک ، جیسے کہ میں کہیں ڈوب رہا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بچایا ہے تو پھر اِس کی تعبیر وہ یہ سمجھے کہ یہ مال غلط ہے، آئے واپس وہ مال دے دیا کہ بیت المال میں جمع کر لیجیے ۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اُن کا حال پہلے تو یہ تھا کہ لوٹ مار کرتے تھے حلال وحرام کی بالکل تمیز نہیں تھی اور جو آتے تھے وہ اُسی معاشرہ میں سے آکر مسلمان ہوتے تھے پھر اِتنی تبدیلی آجانی اِتنی تیزی سے کہ اِن میں تقوی آجائے اور تمیز حلال وحرام کی ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ مشتبہ چیزوں سے بچو جہاں شک پڑ جائے بس بچ جاؤ اُس سے اُس کو چھوڑ دو دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ اور مُشْتَبِهَاتْ سے بچو اور فرمایا فَمَنِ اتَّقَی الْمُشْبِهَاتِ[۱] جو بچے مُشْبِهَاتْ سے بس اُس نے اپنے آپ کو بچا لیا ورنہ مشتبہ چیزوں میں پڑ کر غلطی میں پڑ جاتا ہے ۔ تو اَب اُن کا حال پھر یہ ہو جاتا تھا کہ وہ آئے اور واپس دے دیا مال سارا، ضرورت بھی تھی مقروض تھے یا دیگر مصارف اُن کے ذمہ تھے جو شرعی تھے واجب تھے کوئی ایسے فضول خرچی کے نہیں تھے لیکن واپس کر دیا ۔

---

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

سفارش و تجویز :

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ جو بیت المال میں آنا چاہیے تھا اَب آگیا بیت المال میں اِس میں دینا چاہیے تھا اِنہوں نے دے دیا اَب جناب اِن کو یہ مال واپس کر دیں اَب اِنہیں آپ دے دیں، واپس کرنا نہ ہوا وہ تو دینا ہو گیا کہ اَب اِنہیں بطورِ اِنعام کے جناب یہ مال دے دیں تو پھر سب نے ہی اِس سے اِتفاق کیا کہ یہ بات ٹھیک ہے اَب دینا جو ہوگا یہ بیت المال کی طرف سے ہوگا یہ اَمیر المومنین کا دینا ہوگا اور یہ درست ہوگا تو اِن حضرات میں یہ تقوی آگیا لیکن جس ماحول سے نکل کر آتے تھے وہاں اگر یتیم کا مال ہاتھ لگ جائے کوئی متولی ہو جائے مالِ یتیم کا تو یتیم تو بیچارا کچھ نہیں سمجھ سکتا وہ تو شفقت کا محتاج ہے اور اُسے کچھ تمیز نہیں بچارے کو، اُس کو تربیت کی بھی ضرورت ہے سمجھ ہے ہی نہیں اُس میں، وہ بچہ ہے تو یہ کرتے تھے کہ جلدی جلدی اُس کے مال کو کسی نہ کسی طرح سے گڑ بڑ کرتے تھے اپنے نام کرالیا اپنا کاروبار چلالیا اُس کے ذریعہ تاکہ بڑے ہونے سے پہلے پہلے یہ ہو جائے۔ قرآنِ پاک میں ﴿لَا تَأْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا﴾ اور جو کھا رہا ہے مال یتیم کا تو ﴿اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ وہ آگ کھا رہا ہے آقائے نامدار ﷺ نے اِن کو بالکل روک دیا اور پوری دیانت داری سکھائی۔

حضرت عمرؓ کا دَور اور یتیم کا مال :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسے ہی ہوا ایک یتیم بچہ تھا اُس کا مال تھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تاجر کو دے دیا کہ یہ اِس کا مال ہے اور تم لگا لو تجارت میں، وہ لگائے رکھا مال اُس نے، اُس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ کیا ہوا اُس کا میں نے تمہیں وہ پیسے دیے تھے فلاں کے، اُنہوں نے کہا کہ میں نے تجارت میں لگایا ہے اور اَب وہ بڑھ کر اِتنے ہو گئے ہیں نفع ہوتا رہا ہے اور اُس حساب سے دیکھا جائے تو اِتنے بن گئے وہ غالبًا دس ہزار بن گئے تو دس ہزار دِرہم اُس زمانے میں یہ اچھی خاصی رقم ہوتی تھی کیونکہ یہ سمجھئے گا کہ یہ دُوسری جنگ جو ہوئی ہے اِس سے پہلے اور

جنگِ عظیم چودہ کے بعد جو تنخواہیں لوگوں کی ہوتی تھیں وہ چار روپے پانچ روپے اور وہ اِتنے ہوتے تھے کافی اُن کے لیے کہ اُن سے ختم نہیں ہوتے تھے تو بہت سی چیزیں تو فری یا بہت سستی تھوڑے سے پیسوں کی لے آئے وہ چل رہی ہے مہینہ تو اُس زمانے میں دس ہزار دِرہم اگر کسی کے پاس ہوں یعنی دس ہزار روپے ہو جائیں تو یہ اُس کے گزارے کے لیے اور ہوشمند ہونے کے دَور تک کے لیے کافی ہو سکتے تھے۔ تو اُنہوں پھر کہا کہ بس یہ واپس دے دو مجھے، واپس لے لیے تو دیانت داری کا دور آگیا اِتنا کہ اِس میں یہ نہیں رہا کہ کھا گئے یا اُڑا گئے یا نقصان دِکھا دیا کوئی غلط چیز ایسی نہیں سب ٹھیک ہوتے چلے گئے۔

آقائے نامدار ﷺ نے حدیث شریف میں منع فرمایا کہ یہ مُوْبِقَاتٌ میں ہے یہ تو ہلاک کرڈالنے والی چیزوں میں ہے عاقبت برباد ہو جاتی ہے اِس سے اور قرآنِ پاک میں اَلگ نازل ہوا یہی حکم تو پھر یہ سارے کے سارے سب کے سب دیانت دار ہو گئے اور اَب تک آپ سنتے بھی ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں اَب بھی دیانت دار لوگ ایسے ملتے ہیں کہ جو یتیم کا مال یا اور چیزیں کسی اور کی اَمانت اُس میں خیانت نہیں کرتے، یتیم کا مال کھالینا یہ تو خدا سے بے خوفی کی بھی بات ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اِس کے اُوپر بھی یہی وقت آجائے اور اِس کے بچے بھی اِسی طرح کسی کے زیرِ نگرانی چلے جائیں تو اُس کو یہ خوف نہیں آرہا اور وہ کھا رہا ہے یہ غلط کام ہے یہ بے خوفی کی بھی بات ہے اِیمان جب آجائے گا تو آخرت کا خیال ہر وقت رہے گا خدا کی طرف ذہن ہر وقت رہے گا برائی سے بچے گا اور عمل کی جس طرح شریعت نے بتائی ہے ویسی کوشش کرتا رہے گا۔

میدانِ جہاد سے فرار :

اِرشاد فرمایا کہ ایک بہت بڑا گناہ جو ہے وہ یہ اَلتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ کہ جہاد ہو رہا ہو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے بہت بڑا گناہ ہے اور قرآنِ پاک میں بھی اِرشاد فرمایا ہے ﴿مَنْ یُّوَلِّ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ﴾ جو لڑائی کے دِن پشت پھیرے ﴿اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ﴾ سوائے اِس کے کہ اُس کی نیت یہ ہو کہ میں پلٹ کر پھر آؤں گا لڑوں گا ﴿اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ﴾ یا وہ جا رہا ہے مقصد یہ ہے کہ وہاں میری جماعت موجود ہے

اُن میں جاؤں گا میں، بھاگ کے نہیں جا رہا ہے میدان سے پیچھے ہٹنا ہوا یا یہ چال ہوئی ایک طرح کی یا پینترہ بدلنا ہوگیا جس طرح، چال چلنی ہوگئی لڑائی کی۔ تو اگر ایسی نیت نہیں ہے اُس کی بلکہ سچ مچ بھاگ رہا ہے میدانِ جنگ سے ﴿فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ﴾ اللہ کا غضب لے کر لوٹا ہے ﴿ وَمَأْوٰہُ جَھَنَّمُ﴾ اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

یہ جو مجاہدین ہیں جب تک میدان میں نہیں جاتے تو کہتے ہیں ڈر لگتا رہتا ہے لیکن جب میدان میں چلے جاتے ہیں یہ اَفغانستان والے لوگ بتاتے ہیں تو پھر یوں نہیں لگتا کہ جیسے میدانِ جنگ میں آئے ہوئے ہیں بے خوفی سی ہوتی ہے ایک طرح کی تو اللہ تعالیٰ جو مکلّف کرتے ہیں کسی چیز کا تو وہ اِنسان کی فطرت کو جانتے ہیں اُس کے علم میں ہے اُس کی بنائی ہوئی ہے ﴿اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا ؟ وہ تو جانے گا تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اللہ نے بنایا ہے اِنسان کی فطرت کو اِسی طرح کا کہ جب وہ میدان میں اُتر آئے تو یہ کیفیت نہیں ہوتی اگر جمنا چاہے تو جم سکتا ہے اور جب جمو گے تو پھر دُوسرے کو شکست اُٹھانی پڑے گی۔

کفار کے ہاں میدان سے بھاگنا گناہ نہیں :

اُن کے ہاں پیچھے بھاگنا کوئی گناہ نہیں ہے مسلمانوں کے ہاں پیچھے بھاگنا گناہ ہے۔ یہاں ایک صاحب ہیں فوجی وہ وہاں لڑائی میں تھے بنگلہ دیش بننے سے پہلے (مشرقی پاکستان کے) ہندی محاذ پر اِن کے سپاہی بھاگنے لگے وہ تھے سو تقریبًا ایک جگہ اور ایک محاذ پر ہی اگر پیچھے ہٹ جائیں تو پھر سب محاذوں پر اَثر پڑتا ہے اُس کا اور اگر وہاں جم جائیں تو دُوسرے محاذوں پر بھی اَثر پڑتا ہے تو کوئی چھیانوے میل کا علاقہ تھا اُن کا وہ پیچھے ہٹنے لگے اور ہندو آگے بڑھے تو اِنہوں نے کہا کہ تم شرم کرو اِن رام رام کہنے والوں سے تم پیچھے ہٹ رہے ہو بھاگ رہے ہو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تم پڑھتے ہو تو کہتے ہیں میں نے اُن سے اِتنا کہا تو وہ جم گئے اگرچہ جمنا بالکل بے موقع تھا اُن میں سے اَسّی کے قریب شہید ہوگئے وہاں پیچھے ہٹنا رُک گیا اور گیارہ کے قریب کہتے تھے شدید زخمی ہوئے یہ سب

کچھ ہوا لیکن پیچھے ہٹنا پھر بند ہو گیا ایک اِنچ بھی پیچھے پھر نہیں ہٹے۔ تو اِس طرح کی چیزیں جب پیش آتی ہیں اور مسلمان جمتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرما دیتے ہیں تو جہاد تو وہاں روز ہوتا رہتا تھا رسول اللہ ﷺ کے غزوات جو شمار کیے گئے ہیں وہ ستائیس تک ہیں جن میں خود رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، باقی ! باقی اور بھی ہیں جن میں آپ نہیں تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اگر مجھے اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں خود جایا کرتا ہر جہاد میں اور کسی بھی لشکر میں میں یہاں نہ بیٹھا رہتا مَا قَعَدْتُّ خَلْفَ سَرِيَّةٍ [1] میں خود شامل ہوتا لیکن ایسے ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اور پابندی سے کریں تو وہ پھر واجب ہو جاتی ہے تو وجوب کے درجہ سے ہٹانے کے لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا سمجھا جانے لگے اِس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی کیا ہے کہ تشریف نہیں لے گئے بلکہ دُوسروں کو بھیجا ہے فلاں جگہ فلاں کو، فلاں جگہ فلاں کو اَمیر بنا کر بھیجا ہے۔

ایک اور دو کا تناسب یا ایک اور دس کا تناسب :

تو بھاگ جانا اُس زمانے میں بالکل منع تھا پہلے یہ تھا کہ ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ اگر تم میں سے بیس ہوں گے جو جم جائیں وہ دو سو پر غالب آجائیں گے، قرآنِ پاک کی آیت ہے اُس کے بعد جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو پھر حکم بدل گیا ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ اگر تم میں سو ہیں جو جمنے والے ہیں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے تو حکم بدل گیا کہ ایک اور دو کا مقابلہ رہ گیا تو ایک اور دو ہوں یا ایک اور دس ہوں اَب تک وہی صورت ہے کہ اگر جم جائیں تو غالب پھر بھی آجاتے ہیں مسلمان تو اللہ تعالیٰ نے یہ (ممانعت کا) حکم جو رکھا ہے کہ میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا مگر اِس میں مستثنیٰ دو شکلیں کر دیں، ایک یہ کہ وہ اپنے گروہ کے پاس جا رہا ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ وہ پلٹ کر حملہ کرنا چاہ رہا ہے وہ کوئی چال چل رہا ہے اِس طرح کی، اُس میں اگر مارا گیا تو پیٹھ کی طرف سے گولی لگی اُس کے، مارا گیا بظاہر ایسے لیکن وہ اِس میں داخل نہیں ورنہ بہت شدید بات ہے کوئی پیچھے ہٹے پیچھے ہٹنا بالکل منع ہے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۶

پاک دامن عورت پر بہتان :

آقائے نامدار علیہ السلام نے جو کبائر گنائے اُن میں یہ آتا ہے وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ [1] مُوْبِقَاتٌ میں مہلکات میں شمار ہوتا ہے کہ کوئی پاک دامن عورت ہے اور اُس پر اِلزام لگادیا، یہ گویا اُس بیچاری کی بدنامی بھی ہوگئی مستقبل بھی اُس کا تباہ کرنا ہوگیا ایک طرح سے تو بظاہر تو یہ ہے کہ زبان ہی چلائی ایک کلمہ کہا ہے زبان سے لیکن حقیقۃً خدا کا غضب مول لے لیا اُس نے، مہلکات کا مطلب یہ ہے کہ اِس کے بعد ہوسکتا ہے کہ اُس سے نیکی کی توفیق ہی سلب کرلی جائے اور گناہ ہی کی طرف وہ چلتا رہے اور گناہ ایسے بھی ہوتے ہیں معاذ اللہ کہ جن کا نتیجہ اِیمان کا سلب ہوجانا ہے اَلعیاذ باللہ! اللہ پناہ میں رکھے۔ تو ایسے ہی نیکیاں بھی، کوئی نیکی پسند آجاتی ہے اللہ کو تو وہ نجات کا باعث بن جاتی ہے دونوں چیزیں ہیں ﴿ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴾ میرے بندوں کو بتلا دیجئے کہ میں غفور رحیم ہوں ﴿ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴾ یہ بھی ساتھ ساتھ لگادیا کہ میرا عذاب جو ہے وہ بڑا دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق دے، صحیح راہ پر چلائے اور آخرت میں رسول اللہ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..............

۞ ۞ ۞

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہوچکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

قسط : ۳، آخری

بسم اللہ کی اہمیت

﴿ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، سابق مہتمم دارُالعلوم دیو بند ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے چند اہم وظائف

مشکل کام کو آسان کرنے کے لیے :

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشکل کام آسان کرنے کی دُعا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر رنج کو دُور کرتی ہے اور دِل کو خوش کرتی ہے۔ (فضائلِ بسم اللہ ص۱۲)

اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے :

جو شخص ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سات دِن تک روزانہ پڑھے گا اور پھر اپنے مقصد کے لیے دُعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کا مقصد پورا فرمائیں گے۔ (قرآنی علاج ص۲۳)

ہر آفت و مصیبت سے حفاظت :

جو شخص محرم کی پہلی تاریخ کو ۱۱۳ مرتبہ بسم اللہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو وہ شخص ہر بلا اور ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ (قرآنی علاج ص۲۴)

بسم اللہ لکھنے کا فائدہ :

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص ۶۵ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے عزت دیں گے اور کوئی آدمی (اللہ کے حکم سے) اُسے نہیں ستائے گا۔ (موضح القرآن)
جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چھ سو مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو لوگوں کے دِلوں میں اُس کی عزت ہوگی اور کوئی اُس کے ساتھ بُرا برتاؤ نہیں کرے گا۔

ذہن کھلنے (قوتِ حافظہ) کے لیے :

۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پانی پر دَم کر کے آفتاب غروب ہونے کے وقت پلائیں تو ذہن کُھل جائے گا۔

محبت کے واسطے :

۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پانی پر دَم کر کے جس شخص کو پلائیں تو اُس کے دِل میں اِس کی محبت بڑھ جائے گی (ناجائز کاموں میں اِستعمال کریں گے تو عذاب کا خطرہ ہے)۔

اَولاد کے زندہ رہنے کے لیے :

جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۶۱ مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر پاس رکھے تو بچے زندہ رہیں گے۔

کھیتی میں برکت اور حفاظت :

۱۰۱ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کاغذ پر لکھ کر کھیت میں دفن کر دیں تو کھیتی تمام آفات سے محفوظ رہے گی اور اُس میں برکت بھی ہوگی۔

بسم اللہ کا تعویذ ہر طرح کے بخار نیز تنگدستی، قرض وغیرہ سے پریشان ہونے کی صورت میں مفید ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر گلے یا دائیں بائیں بازو میں باندھنا یا ٹوپی میں رکھ کر پہننا چاہیے۔

ضروری کاموں میں تکمیل :

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تفسیر عزیزی'' میں اور حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اعمالِ قرآنی'' میں لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اِس طرح پڑھے کہ جب ایک ہزار بار ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی حاجت کے لیے دُعا کرے پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اِسی طرح دو رکعت پڑھے اور دُعا مانگے غرض اِسی طرح بارہ ہزار مرتبہ ختم کرے اِنشاء اللہ اُس کی حاجت پوری ہوگی۔

سفرِ تجارت کی کامیابی کے لیے :

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رُفقاء سے زیادہ خوشحال و بامراد ہو یعنی سفر باظفر ہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو جائے ؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بے شک میں ایسا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی آخری پانچ سورتیں سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اِخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ بسم اللہ سے شروع کرو اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے میرا یہ حال تھا کہ سفر اپنے دُوسرے ساتھیوں کے بالمقابل قلیل الزاد خستہ حال ہوتا تھا، جب سے رسول اللہ ﷺ کی اِس تعلیم پر عمل کیا میں سب سے بہتر حال میں رہنے لگا۔ (تفسیر مظہری بحوالہ اَبو یعلیٰؒ) چھ مرتبہ بسم اللہ اور مذکورہ پانچ سورتیں پڑھ کر گھر سے نکلا کرے۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۳۸)

سوزاک کے علاج کے لیے :

جو شخص سوزاک کے مرض میں مبتلا ہو اُس کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ یہ دُعا پڑھا کرے : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ .

ازالۂ ہذیان کے لیے :

بعد نمازِ فجر مریض کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سات بار یہ دُعا پڑھی جائے : بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ .

چوری وشیطانی اَثرات سے حفاظت :

سونے سے قبل اِکیس مرتبہ بسم اللہ پڑھے تو چوری اور شیطانی اَثرات سے اور اَچانک موت سے محفوظ رہے گا، اِنشاءاللہ۔

ظالم پر غلبہ :

کسی کے سامنے بسم اللہ پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ظالم کو مغلوب کر کے اِس کو غالب کریں گے۔

ظالم حکام کے لیے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کسی کاغذ پر پانچ سو مرتبہ لکھے اور اُس پر ڈیڑھ سو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے پھر اُس تعویذ کو اپنے پاس رکھے تو حکام مہربان ہو جائیں گے اور ظالم کے شر سے محفوظ رہے گا۔

دردِ سر کے لیے :

۲۱ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر درد والے کے گلے میں یا سر میں باندھے تو دردِ سر جاتا رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے متعلق چند عجیب حکایات

(۱) بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ :

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ایک کاغذ زمین پر پڑا ہوا مِلا اُنہوں نے اِسے بڑی عزت اور آداب سے اُٹھالیا اُس وقت اُن کے پاس صرف دو دِرہم تھے اور کچھ نہ تھا اُنہوں نے اِن دونوں دِرہموں کا عطر خریدا اور اُس کاغذ پر پورا عطر مَل کر اُسے خوشبودار بنادیا اور حفاظت سے رکھ دیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بشر حافی تو نے جس طرح میرے نام کی عزت کی ہے میں اِسی طرح دُنیا و آخرت میں تیرے نام کو روشن کروں گا۔

(۲) اَبو مسلم خولانیؒ کا واقعہ :

اَبو مسلم خولانیؒ کو اُن کی ایک باندی دُشمنی میں کھانے میں زہر ملا کر دیتی اور اَبو مسلمؒ اُسے کھاتے مگر اُن پر اِس کا کوئی اَثر نہ ہوتا تھا۔ کافی وقت اِسی طرح گزر گیا پھر اُس باندی نے خود ہی ایک مرتبہ اَبو مسلمؒ سے کہا کہ میں آپ کو کافی دِنوں سے کھانے میں زہر مِلا کر کھلاتی تھی کیا بات ہے کہ آپ پر اِس کا اَثر نہ ہوا۔ اَبو مسلمؒ نے پوچھا کہ آخر تو زہر مِلا کر کھانا کیوں کھلاتی تھی ؟ اُس نے کہا کہ آپ

بوڑھے ہوگئے ہو میں چاہتی ہوں کہ آپ سے جلدی الگ ہوجاؤں۔ اَبومسلمؒ نے فرمایا کہ زہر کا اَثر اِس لیے نہیں ہوتا تھا کہ میں جب بھی کوئی کھانا کھاتا یا پانی پیتا ہوں تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں اور پھر اُس باندی کو آزاد کردیا جہاں چاہے نکاح کرلے۔ (قلیوبی ص ۵۳)

(۳) ایک قاضی کی مغفرت کا واقعہ :

ایک قاضی کا اِنتقال ہوگیا، اُس کی بیوی حاملہ تھی اُسے لڑکا پیدا ہوا جب بچہ ہوشیار ہوا تو اُس کی ماں اُسے مدرسہ میں پڑھنے کے لیے لے گئی۔ اُستاذ نے اِسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی۔ بچہ کے بسم اللہ پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ نے اُس کے باپ سے عذاب اُٹھالیا اور فرمایا کہ اے جبرئیل! ہماری رحمت کے لائق نہیں کہ اِس کا بچہ ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر یاد کرے اور ہم اِس کے باپ کو عذاب میں رکھیں۔ سچ ہے کہ بسم اللہ میں بہت ہی برکت ہے۔ (حکایاتِ قلیوبی ص ۳۸)

(۴) ایک یہودی لڑکی کا عجیب واقعہ :

لمعاتِ صوفیہ میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کسی جگہ وعظ کہہ رہے تھے اُس میں اُنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فضیلت بھی بیان کی۔ اِس وعظ کو ایک یہودی لڑکی سن رہی تھی اُس پر اِس بیان کا ایسا اَثر ہو کہ وہ دِل و جان سے مسلمان ہوگئی اور ہر کام بسم اللہ پڑھ کر کرتی تھی۔ لڑکی کے باپ کو جب اِس کی خبر ہوئی تو اِس پر بہت سخت ناراض ہوا اُسے دھمکی دی تاکہ اِسلام سے پھر جائے، وہ لڑکی اپنے اِسلام پر جمی رہی۔ لڑکی کا باپ بادشاہ کا وزیر تھا اُسے خیال ہوا کہ اگر لڑکی کے مسلمان ہونے کی خبر لوگوں کو ہوئی تو بڑی شرمندگی ہوگی اِس لیے باپ نے طے کرلیا کہ لڑکی کو سخت بدنام کر کے کسی بہانے اُسے ہلاک کردے گا۔ باپ نے اپنی بیٹی کو مہر لگانے کی شاہی انگوٹھی دے کر کہا کہ اِسے حفاظت سے رکھنا، لڑکی نے اپنی عادت کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر اَنگوٹھی لی اور اپنی جیب میں رکھ لی۔

رات کو جب لڑکی سوگئی تو اُس کے باپ نے جیب میں سے وہ اَنگوٹھی نکال لی اور غصہ میں آکر اِسے ندی میں پھینک آیا تاکہ صبح جب اُس سے اَنگوٹھی مانگے اور وہ نہ دے سکے تو اُسے موت کی سزا دی جاسکے۔ اللہ کی شان صبح کو ایک مچھیرا (مچھلیوں کا شکار کر کے بیچنے والا) ایک مچھلی لے کر وزیر کے پاس

حاضر ہوا اور اُسے کہا کہ آپ کے واسطے یہ مچھلی ہدیہ میں لایا ہوں۔ وزیر خوش ہو کر مچھلی گھر لایا اور لڑکی سے کہا کہ مچھلی کو جلد ہی پکا کر تیار کر لے۔ لڑکی نے مچھلی لی اور بسم اللہ پڑھ کر اُسے کاٹنے اور صاف کرنے بیٹھی جیسے ہی اُس مچھلی کو کاٹا اُس کے پیٹ میں سے وہ اَنگوٹھی نکل آئی، لڑکی اَنگوٹھی دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اَنگوٹھی غائب تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ یہ اَنگوٹھی میرے جیب میں سے نکل کر مچھلی کے پیٹ میں کیسے آگئی پھر فوراً ہی بسم اللہ پڑھ کر اَنگوٹھی جیب میں رکھ لی اور مچھلی پکانے میں مشغول ہو گئی اور جلد ہی تیار کر کے اُسے باپ کے سامنے رکھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر باپ نے اَنگوٹھی مانگی تو بیٹی نے بسم اللہ پڑھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ اَنگوٹھی نکال کر پیش کر دی۔ باپ اُس اَنگوٹھی کو دیکھ کر حیران ہو گیا اِسے تو میں ندی میں پھینک آیا تھا اِس کے ہاتھ کہاں سے آگئی۔ بیٹی سے پوچھا یہ تیرے پاس کہاں سے آئی؟ بیٹی نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ لڑکی نے اللہ کا شکر اَدا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بسم اللہ کی برکت سے عزت دی، آپ نے ندی میں پھینک دی مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ اَنگوٹھی مچھلی نے نگل لی اور پھر وہی مچھلی شکار ہو کر آپ کے پاس ہدیہ میں آئی اور آپ نے اُسے پکانے کے لیے میرے حوالہ کیا اور بالآخر میرے ہاتھ میں وہ اَنگوٹھی واپس آگئی، باپ سارا قصہ سن کر فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔

(۵) رُوم کے بادشاہ کا قصہ :

رُوم کے بادشاہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے، اچھا نہیں ہوتا کوئی دوا بھیجیں۔ حضرت عمرؓ نے اِس کے لیے ایک ٹوپی بھیجی کہ اِسے پہن لیں چنانچہ بادشاہ جب وہ ٹوپی پہنتا سر کا درد اچھا ہو جاتا اور جب اُتارتا تو پھر درد شروع ہو جاتا، اِسے اِس پر بہت تعجب ہوا جب ٹوپی میں غور سے دیکھا تو اُس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر موضح القرآن ص۲)

(۶) حضرت خالدؓ کا واقعہ :

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کافروں کے ایک قافلہ کا گھیراؤ کیا قافلہ والوں نے کہا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ اِسلام سچا مذہب ہے تو ہمیں ایسی کوئی نشانی بتائیں کہ ہم مسلمان ہو جائیں۔ حضرت

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو تم زہر لے آؤ، وہ لوگ ایک پیالہ میں زہر لائے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اُسے پی گئے اور کوئی اَثر نہ ہوا تو قافلہ والے مسلمان ہوگئے اور کہا کہ اِسلام واقعی سچا مذہب ہے۔

(۷) فقیہ محمد زمانیؒ کا واقعہ :

فقیہ محمد زمانیؒ کو بخار ہوا اُن کے اُستاذ فقیہ محمد ولی محمد بن سعیدؒ عیادت کو آئے اور ایک تعویذ بخار کا دے کر چلے گئے اور اُسے فرما گئے کہ اِس کو دیکھنا مت۔ غرض اِس کو باندھا اُسی وقت بخار جاتا رہا۔ اُنہوں نے اِسے کھول کر دیکھا تو اُس میں بسم اللہ لکھی تھی، اُن کے اِعتقاد میں سستی پیدا ہوئی فوراً بخار لوٹ آیا اُنہوں نے جا کر اُستاد سے عرض کیا اور اپنے فعل سے توبہ کی اُنہوں نے دُوسرا تعویذ دے دیا اُسے باندھا پھر بخار فوراً جاتا رہا اُنہوں نے ایک سال کے بعد اُسے کھول کر دیکھا تو بسم اللہ ہی لکھی ہوئی تھی جس پر اُنہیں بسم اللہ کے باب میں اِنتہائی عقیدت اور عظمت پیدا ہوگئی۔

کیا ''۷۸۶'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا بدل ہوسکتا ہے ؟

سوال : آج کل خطوط لکھتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بدلہ میں ۷۸۶ لکھا جاتا ہے تو کیا یہ عدد بسم اللہ کا بدل ہوسکتا ہے اور کیا بسم اللہ کی طرح اِس کا اَدب بھی ضروری ہے ؟

اَلجواب : ہر چھوٹے بڑے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی تاکید اور فضیلت بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کام شروع کرنا اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنت ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سَبا کے نام جو خط لکھا تھا اُس کی اِبتداء بسم اللہ سے کی تھی اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آپ ﷺ نے بادشاہوں کے نام جو خطوط تحریر فرمائے تھے اُن کے شروع میں بھی بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ جو کوئی اہم کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ کام اَدھورا یعنی بغیر برکت کا ہوگا۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھا کرو۔ (غنیۃ الطالبین) اِس لیے خطوط کے شروع میں بسم اللہ لکھنا سنت ہے، ٧٨٦ لکھنے سے بسم اللہ لکھنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ لٰہذا اَصل سنت تو یہی ہے کہ بسم اللہ لکھی جائے، باقی خطوط کو اِدھر اُدھر جہاں چاہے پھینکنے سے بسم اللہ کی بے اَدبی ہوگی اور لکھنے والا بھی اِس بے اَدبی کے گناہ میں شامل ہوگا اِس لیے مناسب یہ ہے کہ سنت اَدا کرنے کے لیے زبان سے پڑھ لیا جائے لکھا نہ جائے۔ (معارف القرآن)

٧٨٦ لکھنے سے سنت اَدا نہیں ہوگی اَلبتہ اگر لکھ لیا جائے تو بعض حضرات اِسے بسم اللہ کا عدد بتاتے ہیں اِس لیے اِس کی بھی بے حرمتی نہ ہو اِس کا خیال رکھا جائے۔

والسلام

(مفتی) اِسماعیل واڑی والا دارُالافتاء جامعہ حسینیہ راندیر

چند اور مسائل :

مسئلہ : اِمام اَبوحنیفہؒ کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ کے درمیان بسم اللہ آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج١ ص١٨٦ و ١٨٩)

مسئلہ : بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علماءِ کرام کے نزدیک بسم اللہ قرآنِ کریم کی ایک آیت ہے، کسی سورۃ کا جز نہیں مگر سورہ نمل میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے وہ اِسی سورۃ کا جز ہے اِس لیے علماء کرام نے لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اِحترام بھی اُتنا ہی ضروری ہے جتنا قرآنِ کریم کا اور جس طرح قرآنِ کریم کا بغیر وضوء کے لکھنا اور پکڑنا جائز نہیں اِسی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا لکھنا اور جس کاغذ پر بسم اللہ لکھا ہوا اُس کا پکڑنا بغیر وضو کے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : تراویح میں پورا قرآنِ کریم ختم کرنا سنت ہے اور چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآنِ کریم کی ایک آیت ہے اِس لیے ایک مرتبہ اِسے بھی بلند آواز سے پڑھنا چاہیے تاکہ قرآنِ کریم پڑھنے اور سننے والوں سب کا مکمل ہو جائے۔

مسئلہ : جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دی تو اِمام اَبوحنیفہؒ کے نزدیک اُس کا گوشت حرام ہوگا۔(معارف القرآن ج ۳ ص ۴۳۴)

مسئلہ : جانور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ : بسم اللہ پڑھنا وضو سے پہلے سنت ہے۔(ہدایہ ج ا ص ۵۔ شرح وقایہ ج ا ص ۵)

اِس کے کئی الفاظ اَحادیث میں وارِد ہوئے ہیں۔

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ للہ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲ بحوالہ بطرانی فی الصغیر اسنادہ حسن)

(۲) بِسْمِ اللّٰہِ (کنزل العمال ج ۹ ص ۱۱۸)

(۳) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (دارِقطنی ج ۱ ص ۱۷۔ نسائی ج ا ص ۲۵۔ سنن بیہقی ج ا ص ۴۳ کبیری ص ۲۱۔ شرح وقایہ ج ا ص ۵)

(۴) بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ. یہ الفاظ صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں اَلبتہ بقول اِبن ہمام فقہاءِ کرام سے منقول ہیں۔(فتح القدیر ج ا ص ۱۴)

مسئلہ : اگر وضو کے اِبتداء میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو درمیان میں کہنے سے سنت اَدا نہ ہوگی کیونکہ وضو عمل واحد ہے برخلاف کھانے کے کہ اُس کا ہر لقمہ اور ہر ہر گھونٹ الگ الگ عمل ہے وہاں سنت اَدا ہو جائے گی۔(کبیری ص ۲۲ و کذا حقق ابن الھمام فی فتح القدیر ج ا ص ۱۵)

مسئلہ : بعض لوگ وضو سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہیں اِس کا حکم نہیں ہے، خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ : میت کو قبر میں اُتارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ﷺ) پڑھنا چاہیے۔(ترمذی، اَبوداؤد وغیرہ، عین الہدایہ ج ا ص ۷۲۷)۔

❁ ❁ ❁

قسط : ۳

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

نماز پڑھنے کا طریقہ :

جب نماز کا وقت آئے تو ہمیں چاہیے کہ پہلے اچھی طرح وضو کریں اور یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کے لیے اور اُس کی عبادت کے لیے یہ پاکی اور یہ صفائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اِحسان ہے کہ اُس نے وضو میں بھی ہمارے لیے بڑی رحمتیں اور برکتیں رکھی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ :

وضو میں جسم کے جو حصے اور جو اَعضاء دھوئے جاتے ہیں اُن اَعضاء سے ہونے والے گناہ وضو ہی کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں اور اُن گناہوں کا ناپاک اَثر گویا وضو کے پانی سے دُھل جاتا ہے۔

وضو کے بعد جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگیں تو چاہیے کہ خوب اچھی طرح دِل میں یہ خیال جمائیں کہ ہم گناہگار اور رُو سیاہ بندے اپنے اُس مالک و معبود کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں جو ہمارے ظاہر و باطن اور کھلے چھپے سب حالات جانتا ہے اور قیامت کے روز ہم کو اُس کے سامنے پیش ہونا ہے پھر جس وقت نماز پڑھنی ہو خاص اُسی وقت کی نیت کر کے اور قاعدے کے مطابق کانوں تک ہاتھ اُٹھا کے دِل و زبان سے کہنا چاہیے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے)

پھر ہاتھ باندھ کے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا پورا دھیان کر کے پڑھنا چاہیے :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اے میرے اللہ پاک ہے تیری ذات اور تیرے ہی لیے ہے ہر تعریف ، اور برکت والا ہے تیرا نام ، اُونچی ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردُود سے ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑی رحمت والا نہایت مہربان ہے ۔''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o ﴾ آمین.

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے ، جزا کے دِن کا مالک ہے ، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ، اے اللہ ! ہم کو سیدھے راستے پر چلا ، اُن اچھے بندوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل فرمایا ، نہ کہ اُن پر کہ جن پر تیرا غضب و غصہ ہوا اور نہ کہ جو گمراہ ہوئے ، اے اللہ ! میری یہ دُعا قبول فرما ۔''

اِس کے بعد کوئی سورۃ یا کسی سورۃ کا کچھ حصہ پڑھیں ، ہم یہاں قرآنِ شریف کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ درج کرتے ہیں :

﴿ وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o ﴾

''قسم ہے زمانہ کی کہ سارے اِنسان ٹوٹے (خسارے) میں ہیں (اور اُن کا اَنجام بہت برا ہونے والا ہے) سوائے اُن کے جو اِیمان لائے اور اُنہوں نے اچھے عمل کیے اور ایک دُوسرے کو حق (سچے دین) کی وصیت کی اور صبر کی تلقین کی ۔''

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o ﴾

''کہو ، اللہ ایک ہے ، اللہ بے نیاز ہے ، وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اُس کے محتاج ہیں ، نہ اُس کے اَولاد ہے نہ وہ کسی کی اَولاد ہے اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے ۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ o وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ o وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o ﴾

''کہو میں صبح کی روشنی کے رب کی پناہ لیتا ہوں اُس کی سب مخلوق کے شر سے اور اَندھیرے کے شر سے جب وہ چھا جائے اور پھونکنے والیوں کے شر سے، گرہوں میں (یعنی ٹونے ٹوٹکے کرنے والی عورتوں کے شر سے) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰهِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ o ﴾

''کہو میں پناہ لیتا ہوں سب آدمیوں کے رب کی سب کے بادشاہ اور سب کے معبود کی، بُرا خیال ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو آدمیوں کے دِلوں میں برے خیال ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔''

اَلغرض اَلحمد شریف کے بعد قرآن شریف کی کوئی سورۃ یا اُس کا کچھ حصہ پڑھنا چاہیے۔ ہر نماز میں اِتنی قراءات یعنی اِتنا قرآن پڑھنا ضروری ہے۔ جب یہ قراءات کر چکے تو اللہ تعالیٰ کی شان کی بڑائی اور کبریائی کا دھیان کرتے ہوئے دِل و زبان سے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور بار بار کہے :

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے)

جس وقت رکوع میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بڑائی کا یہ کلمہ زبان پر جاری ہو، اُس وقت دِل میں بھی اُس کی پاکی اور عظمت کا پورا پورا دھیان ہونا چاہیے۔ اِس کے بعد رُکوع سے سر اُٹھائے اور کہے :

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اللہ نے اُس بندہ کی سن لی جس نے اُس کی تعریف بیان کی)

اِس کے بعد کہے :

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے ہمارے مالک اور پروردگار ! سب تعریف تیرے ہی لیے ہے)

اِس کے بعد پھر دِل و زبان سے اللہ اکبر کہے اور اپنے مولا کے سامنے سجدے میں گر جائے اور یکے بعد دیگرے دو سجدے کرے اور اِن سجدوں میں اللہ تعالیٰ کا پورا دھیان کر کے اور اپنے سامنے اُس کو حاضر ناظر جان کے اور اُس کو اپنا مخاطب بنا کے زبان سے اور زبان کے ساتھ دِل و جان سے بار بار کہے :

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اُونچی شان والا ہے)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اُونچی شان والا ہے)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اُونچی شان والا ہے)

سجدے کی حالت میں جس وقت یہ کلمہ زبان پر ہو اُس وقت دِل میں اپنی عاجزی اور کمتری کا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بے حد بلندی کا پورا پورا دھیان ہونا چاہیے۔ یہ دھیان اور یہ خیال جتنا زیادہ اور جتنا گہرا ہوگا نماز اُتنی ہی زیادہ اچھی اور زیادہ قیمتی ہوگی کیونکہ یہی نماز کی رُوح ہے۔ یہ صرف ایک رکعت کا بیان ہوا پھر جتنی رکعت نماز پڑھنی ہو اِسی طرح پڑھنی چاہیے اَلبتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ صرف پہلی رکعت میں ہی پڑھا جاتا ہے۔

نماز کے آخر میں اور درمیان میں جب بیٹھتے ہیں تو اَلتحیات پڑھتے ہیں جو گویا نماز کا خلاصہ اور جوہر ہے اور وہ یہ ہے :

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

''اَدب و تعظیم کے سب کلمے اللہ ہی کے لیے ہیں اور سب عبادتیں اور صدقے اللہ ہی کے واسطے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے قابل نہیں سوا اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔''

تین رکعت اور چار رکعت والی نمازوں میں جب دُوسری رکعت میں بیٹھتے ہیں تو صرف یہ اَلتَّحِیَّاتُ ہی پڑھی جاتی ہے اور آخری رکعت پر جب بیٹھتے ہیں تو اَلتَّحِیَّاتُ کے بعد دُرود شریف اور ایک دُعا بھی پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

''اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر خاص رحمت فرما جیسے تو نے حضرت اِبراہیم (علیہ السلام) پر اور اُن کی آل پر رحمت کی، تو بڑی تعریفوں والا ہے بزرگی والا ہے۔ اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے حضرت اِبراہیم (علیہ السلام) پر اور اُن کی آل پر برکتیں نازل کیں، تو بڑی تعریفوں والا ہے بزرگی والا ہے۔''

یہ درود شریف دراصل رسول اللہ ﷺ کے لیے اور آپ کی آل کے لیے (یعنی آپ کے گھر والوں اور آپ سے خاص دینی تعلق رکھنے والوں کے لیے) رحمت اور برکت کی دُعا ہے۔ ہم کو دین کی نعمت اور نماز کی دولت چونکہ حضور ﷺ ہی کے واسطے سے ملی ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اِس اِحسان کے شکریہ کے طور پر ہمارے ذمہ مقرر کیا ہے کہ جب نمازیں پڑھیں تو اُس کے آخر میں حضور ﷺ کے لیے اور حضور ﷺ کے خاص متعلقین کے لیے رحمت و برکت کی دُعا بھی کریں۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہر نماز کے آخر میں اَلتحیات پڑھنے کے بعد ہم حضور ﷺ کے اِس اِحسان کو یاد کر کے دِل سے اُن پر دُرود شریف پڑھیں اور اُن کے واسطے رحمت و برکت کی دُعا مانگیں پھر دُرود شریف کے بعد اپنے لیے یہ دُعا کریں اور اِس کے بعد سلام پھیر دیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ .

''اے میرے اللہ ! میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے (اور تیری فرمانبرداری اور عبادت میں مجھ سے بڑا قصور ہوا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں، پس تو مجھے محض اپنے فضل سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما تو بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔''

اِس دُعا میں اپنے گناہوں اور قصوروں کا اِقرار ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحم کی اِلتجا ہے۔ درحقیقت بندہ کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ نماز جیسی عبادت کر کے بھی اپنے قصور کا اِقرار کرے اور اپنے کو گنا ہگار اور قصوروار سمجھے اور اللہ کی بخشش اور اُس کی رحمت ہی کو اپنا سہارا سمجھے اور عبادت کی وجہ سے کوئی غرور اُس میں پیدا نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ہم سے کسی طرح بھی اَدا نہیں ہوسکتا۔

اِس سبق میں نماز کے متعلق جو کچھ بیان کرنا تھا وہ سب بیان کیا جا چکا۔ آخر میں ہم پھر کہتے ہیں کہ نماز وہ کیمیا اَثر عبادت ہے کہ اگر اِس کو دھیان کے ساتھ اور سمجھ سمجھ کے اور خشوع وخضوع سے اَدا کیا جائے (جیسا کہ اُوپر ہم نے بتلایا ہے) تو وہ اِنسان کو اَعمال و اَخلاق میں فرشتہ بنا سکتی ہے۔ بھائیو ! نماز کی قدر و قیمت کو سمجھو۔

رسول اللہ ﷺ کو اُمت کے نماز پر قائم رہنے کی اِتنی فکر تھی کہ بالکل آخری وقت میں جبکہ حضور ﷺ اِس دُنیا سے رُخصت ہو رہے تھے اور زبان سے کچھ فرمانا بھی مشکل تھا، اُس وقت بھی آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو نماز پر قائم رہنے اور نماز کو قائم رکھنے کی بڑی تاکید کے ساتھ وصیت فرمائی تھی۔

پس جو مسلمان آج نماز نہیں پڑھتے اور نماز کو قائم کرنے اور رواج دینے کی کوئی کوشش نہیں کرتے، ذرا اللہ کے لیے سوچیں کہ قیامت میں وہ کس طرح حضور ﷺ کے سامنے جا سکیں گے اور کس طرح حضور ﷺ سے آنکھ مِلا سکیں گے جبکہ وہ حضور ﷺ کی آخری وصیت کو بھی پامال کر رہے ہیں۔ آؤ ہم سب حضرات اِبراہیم علیہ السلام کے الفاظ میں دُعا کریں :

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ o رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ o رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o ﴾

(باقی صفحہ ۴۶)

زیرِ صدارت
حکیمُ العصر محدّثِ دوراں
ولیِّ کامل مخدومُ العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
تاریخی عظیم الشان
ختمِ نبوّت کانفرنس
شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
بمقام
جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور
بعد از نمازِ مغرب
12 اپریل 2014 بروز ہفتہ
زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث
مہتمم جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ
مہمانِ خصوصی
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ
ولی کامل
امیر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور
پیر طریقت رہبرِ شریعت
حضرت مولانا مفتی الحسن دہلوی صاحب مدظلہ
خانقاہ جمیلیہ رائے ونڈ
مُلک کے جیّد علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور
0300-4304277
0321-9496702
0300-4279021
0322-4410730

قسط : ۳

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ﴾

زمانہ قدیم میں وَد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی پانچ بزرگ تھے جو لوگوں کے ساتھ مِل جل کر زندگی گزارتے تھے، لوگوں کو اُن سے شدید محبت تھی وہ اُن سے رہنمائی لیتے اور اُن کی ہدایات کی پیروی کرتے، جب اِن صلحاء کا اِنتقال ہوگیا تو لوگ اِن کی جدائی سے بہت غمگین ہوئے اُن میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ اِن کی مورتیاں بنالی جائیں تاکہ اُن کی یادگار رہے۔ عوام الناس کو یہ بات پسند آئی چنانچہ اُنہوں نے اَولیاء کی یادگار قائم کرلیں۔ سالہا سال گزرتے گئے لوگ گروہ دَر گروہ آتے رہے اور دُنیائے فانی سے جاتے رہے۔ بعد میں لوگ اِس بات کو بھول گئے کہ یہ تصاویر تو صرف نیک لوگوں کی یادگار تھیں اور شیطان نے اُنہیں گمراہ کردیا چنانچہ اُن کا قرب طلب کیا جانے لگا اور لوگوں نے آہستہ آہستہ اللہ کی عبادت چھوڑ کر اِن کی عبادت شروع کردی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو اِن کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ وہ اِنہیں شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ ایمان کی طرف لائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اِن الفاظ کے ساتھ متنبہ کیا، فرمایا :

﴿ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ . اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾

''اے میری قوم ! بندگی کرو اللہ کی، کوئی نہیں تمہارا معبود اُس کے سوا، میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دِن کے عذاب سے۔''

حضرت نوح علیہ السلام مسلسل حکمت و بصیرت سے اُن کو دعوت دیتے رہے کہ وہ کفر سے رُجوع کرلیں بتوں کی پرستش کو چھوڑ دیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی دعوت کی صداقت پر دلائل دیے اور اُنہیں کائنات میں موجود ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کے دلائل کی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے اُن سے اِرشاد فرمایا :

﴿ مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا. وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا. اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ طِبَاقًا. وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا. وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا. ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا. وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا. لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴾ (سُورۂ نوح : ۱۳ تا ۲۰)

''کیا ہوا تم کو کیوں نہیں اُمید رکھتے اللہ سے بڑائی کی ؟ اور اُسی نے بنایا تم کو طرح طرح سے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہہ بہ تہہ، رکھا چاند کو اُن میں اُجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا۔ اور اللہ نے اُگایا تم کو زمین سے جما کر پھر مکرر ڈالے گا تم کو اُس میں اور نکالے گا تم کو باہر اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا تاکہ چلو اِس میں کشادہ راستے پر۔''

صرف عقلاء نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، باقی ساری قوم شرک و گمراہی پر جمی رہی، آپ کی تکذیب کرتی رہی اور کہتی رہی۔

﴿ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴾(سُورة المومنون : ۲۴)

''یہ کیا ہے ؟ تم جیسا آدمی ہے، چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اُتارتا فرشتے، ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اَگلے باپ دادوں میں۔''

اِن گمراہ لوگوں نے دُوسروں کو بھی شرک اور گمراہی پر جمے رہنے کی دعوت دی اور کہا :

﴿ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴾

''ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑیو ''وَدّ'' کو اور نہ ''سواع'' اور نہ ''یغوث'' کو اور ''یعوق'' اور ''نسر'' کو۔''

حضرت نوح علیہ السلام نے صبر کیا اور دِن رات پوشیدہ طور پر اور علی الاعلان دعوت الی اللہ میں مشغول رہے، آپ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی اِطاعت و فرمانبرداری کی محبت پیدا کرتے، اللہ تعالیٰ کے اِنعامات کے حصول کا شوق دِلاتے اور کہتے :

﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا. وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا ﴾ (سُورۂ نوح :۱۲)

''گناہ بخشواؤ اپنے رب سے، بے شک وہ ہے بخشنے والا۔ چھوڑ دے گا تم پر آسمان کی دھاریں، اور بڑھا دے گا تم کو مال اور بیٹیوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں۔''

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کی دعوت کا جواب اِن الفاظ میں دیا :

﴿ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴾ (سُورۂ ھود :۲۷)

''ہم کو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا ہو تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں بلا تامل۔ اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے اُوپر اپنے کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو۔''

بلکہ اُنہوں نے آپ کو اور آپ پر اِیمان لانے والوں کو قتل تک کی دھمکی دی، کہنے لگے :

﴿ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴾ (سُورۃ الشعراء : ۱۱۶)

''اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح ! تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا۔''

حضرت نوح علیہ السلام اور اہلِ ایمان کفار کی دھمکیوں سے ذرّہ برابر بھی نہ گھبرائے بلکہ اُن کے اِیمان میں اور زیادہ اِضافہ ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال دعوتِ اِیمان دیتے رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے رہے۔ ایک مختصر سی جماعت آپ پر اِیمان لائی اور زیادہ تر آپ کی دعوت سے تنگ آکر کہنے لگے :

﴿ یٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (سُورۂ ھود :۳۲)

''اے نوح ! تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑ چکا۔ اَب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اَگر تو سچا ہے۔''

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی اِس دلیری پر غمگین ہوئے اُن کے جلد عذاب لانے کے مطالبے پر آپ کو سخت تعجب ہوا لیکن آپ پھر بھی اُنہیں دعوت دیتے رہے حتی کہ اَمرِ خداوندی آپہنچا کہ :

﴿ اِنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴾ [1]

''اَب اِیمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو اِیمان لا چکا، سو غمگین نہ رہ اُن کاموں پر جو کر رہے ہیں۔''

حضرت نوح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے اِس فیصلہ کی تقدیر پر راضی تھے جب آپ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نافذ ہو کر ہی رہے گی تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر اپنے پرودگار سے اِلتجا کی۔

﴿ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا. اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْآ اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴾ (سُورہ نوح ۲۷)

---

[1] سُورۂ ھود : ۳۶

''اے رب ! نہ چھوڑیو زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا۔ مقرر اگر تو چھوڑ دے گا اِن کو تو بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹ حق کا منکر۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی کی دُعا کو قبول کیا اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ایک بڑی کشتی بنائیں اُس میں پرندوں، جانوروں اور کائنات کی ہر چیز کے جوڑے جمع کر لیں، جب کشتی تیار ہو جائے تو آپ اور آپ کے ساتھی اِس میں سوار ہو جائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اِس حکم کی تعمیل کی۔ آپ اور آپ کے ساتھی کشتی کی تیاری میں لگ گئے۔ کفار جب بھی آپ کے پاس سے گزرتے تو آپ کا مذاق اُڑاتے حتی کہ اُن کا مذاق اِنتہا کو پہنچ گیا، وہ کہنے لگے کہ یہ بھی عجیب لوگ ہیں جو ایسی جگہ کشتی بنا رہے ہیں جہاں نہ دریا ہے نہ سمندر۔ جب وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس سے مذاق کرتے ہوئے گزرتے تو آپ اُن سے فرماتے۔

﴿ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴾ (سُورۂ ھود : ۳۸)

''اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو۔''

جب عذاب کی گھڑی آ پہنچی تو حضرت نوح علیہ السلام نے تمام جوڑوں کو کشتی میں رکھا آپ نے اپنے اہلِ خانہ اور اہلِ اِیمان کو ندا دی۔

﴿ اِرْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ﴾ [1]

''سوار ہو جاؤ اِس میں، اللہ کے نام سے ہے اِس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان۔''

آسمان و زمین کو اللہ کا حکم ہوا کہ وہ اَپنا پانی نکال دیں۔ آسمان سے بارش برسنے لگی، زمین سے پانی پھوٹ پڑا اور آہستہ آہستہ پانی بلند ہونے لگا۔ اِس کے ساتھ ساتھ فریاد کرنے والوں کی آوازیں بھی بلند ہونے لگیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی اُن لوگوں میں تھا جو اِیمان نہ لائے تھے۔ آپ نے

---

[1] سُورۂ ھود : ۴۱

اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ پانی میں ڈوب رہا ہے اور ڈوبنے سے بچنے کے لیے پناہ کی تلاش میں ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو آواز دی۔

﴿ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ﴾ (سُورۂ هود : ۴۲)

''اے بیٹے ! سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ کافروں کے ساتھ۔''

لیکن بیٹا اپنے کفروشرک پر جما رہا اور کہنے لگا :

﴿ سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ﴾ (سُورۂ هود : ۴۳)

''جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچالے گا مجھ کو پانی سے۔''

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے اِرشاد فرمایا :

﴿ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ اِلاَّ مَنْ رَّحِمَ ﴾ (سُورۂ هود :۴۳)

''کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہی رحم کرے۔''

بلند موجیں حرکت میں آئیں اور نافرمان بیٹے کو آلیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دیکھا تو اپنے پروردگار سے دُعا کی۔

﴿ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ ﴾(هود : ۴۵)

''اے رب ! میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں۔ اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔''

باری تعالیٰ کی طرف سے فوراً جواب آیا :

﴿ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴾ (سُورۂ هود :۴۶)

''اے نوح ! وہ نہیں تیرے گھر والوں میں، اُس کے کام ہیں خراب، سو مت پوچھ مجھ سے، تو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ نہ ہو جائے تو جاہلوں میں۔''

حضرت نوح علیہ السلام اپنے پروردگار کے فیصلہ پر راضی ہوگئے اور معذرت کرتے ہوئے عرض کیا :

﴿ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَالَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ اِنْ لَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (سورۂ ھود :۴۷)

''اے رب ! میں پناہ لیتا ہوں تیری اِس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو، اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور نہ رحم کرے تو میں ہوں گا نقصان والوں میں۔''

تب زمین و آسمان کو حکم ہوا۔

﴿ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ ﴾(سُورۂ ھود :۴۴)

''اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا۔''

پھر پانی آہستہ آہستہ کم ہوگیا اور کشتی زمین پر آ لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

﴿ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ﴾. (ھود :۴۸)

''اے نوح ! اُتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور اُن فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔''

اِس طرح سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اہلِ اِیمان کو نجات دی اور کافروں کو غرق کیا۔ (جاری ہے)

قسط : ۳

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

عورتوں کے نصاب کا خاکہ وخلاصہ

عورتوں کو تاریخ پڑھانا :

اگر کمال حاصل کرنے کے لیے اُن کو تعلیم دی جاتی ہے تو بھلا یہ بھی کوئی کمال ہے کہ فلاں راجہ مر گیا فلاں بادشاہ فلاں سن میں ہوا تھا فلاں جگہ اِتنے دریا ہیں فلاں موقع پر اِتنے گاؤں ہیں کلکتہ ایسا شہر ہے بمبئی میں اِتنی تجارت ہوتی ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۳۰۶)

عورتوں کی تعلیم کے لیے دینی مسائل سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں۔ اگر تاریخ پڑھائی جائے تو حضور ﷺ کی سیرت اور محض بزرگوں کے حالات پڑھانے چاہییں جس کا اَثر اُن کے اَخلاق پر بھی اچھا ہو مگر آج کل اُن کو دُنیا بھر کے قصے پڑھائے جاتے ہیں جس کا بہت ہی برا نتیجہ ہوتا ہے۔ (التبلیغ)

عورتوں کو جغرافیہ پڑھانا :

بعض لوگ عورتوں کو جغرافیہ پڑھاتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اِس سے کیا نفع اگر یہ ضرورت بتلائی جائے کہ اُن میں روشن دماغی پیدا ہوگی تو میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جی ہاں بجا ہے اور یہی مصلحت ہے کہ اگر بھاگنے کا اِرادہ کریں تو کوئی دِقت بھی نہ ہو کیونکہ جغرافیہ سے اُن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اِدھر غازی آباد جنکشن ہے اُدھر لکھنؤ ہے یہاں سے دہلی اِتنی دُور ہے اور اُس کا راستہ یہ ہے اور دہلی میں اِتنے سرائے اور اِتنے ہوٹل ہیں جس طرف کو چاہو چلے جاؤ اور جہاں چاہو ٹھہر جاؤ۔ بتلاؤ عورتوں کو جغرافیہ پڑھنے سے بھاگنے میں آسانی ہوگی یا نہیں۔ اِس کے سوا اور کوئی نفع ہو تو میں سننا چاہتا

ہوں، بیان کے بعد ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں اپنی مستورات کو جغرافیہ پڑھاتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ حماقت ہے۔ اَب لڑکیوں کو جغرافیہ نہیں پڑھاؤں گا۔

میں کہتا ہوں کہ جغرافیہ اور تاریخ سلاطین کے کام کی ہیں، سب مردوں کو اِن علوم کا پڑھانا فضول ہے۔ (التبلیغ ج ۱۴ ص ۱۲۹)

ایک جنٹلمین صاحب اپنے تجربہ کی بناء پر کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے عورتوں کو کچھ نفع نہیں، آج کل کے نوجوانوں پر علماء کا قول حجت نہیں مگر ایسے لوگوں کا قول تو ضرور حجت ہے جو اِن کے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دُوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے۔ (اَلتبلیغ ج ۷ ص ۶۷)

عورتوں کے لیے جغرافیہ اور دُنیاوی غیر ضروری اُمور سے بے خبر ہونا ہی کمال ہے :

قرآن شریف میں عورتوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ غافل ہوں۔ اُن کے لیے دُنیا سے بے خبر ہونا ہی کمال ہے چنانچہ حق تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ اِس میں غَافِلَاتٌ سے مراد عَنِ الذَّمَائِمْ نہیں ہے غَافِلَاتِ عَنِ الذَّمَائِمْ تو مردوں کے لیے بھی مدح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی تعریف میں تو اِس کو بیان فرمایا ہے مردوں کی مدح میں کہیں یہ لفظ نہیں آیا، اِس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ عورتوں کے لیے بے خبری ہی مناسب ہے کہ اُن کو دُنیا کی اور دُنیا کی برائیوں کی خبر ہی نہ ہو۔ عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے اور اِسی میں سلامتی ہے اور جس دِن عورتوں کو دُنیا کی ہوا لگ گئی پھر اُن کے دین کی سلامتی اور خیر نہیں۔

''غافلات'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ چالاک نہیں ہیں نشیب وفراز سے بے خبر ہیں تو عورتوں کا تو کمال یہی ہے کہ وہ اپنے گھر اور اپنے شوہر کے سوا تمام دُنیا سے بے خبر ہوں اور یہ وصف عورتوں میں فطری ہوتا ہے مگر لوگ اِس کو بگاڑ دیتے ہیں۔ (اَلتبلیغ ج ۲۱ ص ۸۲ ، ج ۱۴ ص ۱۶۸)۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۵

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروقِ اَعظمؓ کے فضائل میں چند آیات و اَحادیث :

علاوہ اُن آیات کے جن میں عمومًا صحابہ کرامؓ یا مہاجرینؓ کی مدح وثنا اِرشاد فرمائی گئی ہے، خصوصیت کے ساتھ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل میں متعدد آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئی ہیں اور یہ چیز تو اُن کی روشن خصوصیات میں ہے کہ اُن کی خواہش اور اُن کی رائے کی تائید و موافقت میں اکثر آیاتِ قرآنیہ کا نزول ہوا جس سے حق تعالیٰ نے یہ بات ظاہر فرمادی کہ اُن کی فطرت وطبیعت ملاءِ اعلیٰ کے رنگ میں پورے طور پر رنگین ہوچکی ہے۔ اِس مقام پر اِن ہی آخری دوقسموں کی چند آیات کا حوالہ بطورِ مثال کے دیا جاتا ہے :

آیات :

☆ آیتِ اظہارِ دین جو قرآنِ مجید میں تین جگہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے کہ دینِ برحق کو دُنیا کے تمام مذاہب پر غلبہ حاصل ہوجائے ﴿ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ﴾ اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد اُس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا تھا جب تک اِیران ورُوم کی زبردست سلطنتیں جن سے کفر اور اہلِ کفر کو ہرقسم کی قوت وشوکت حاصل تھی زیروزَبر نہ ہوجائیں پس گویا آیات میں فتح اِیران و ورُوم کو رسولِ خدا ﷺ کی بعثت کا مقصود قرار دیا گیا اور یہ مقصود آنحضرت ﷺ کے زمانے میں حاصل نہیں ہوا بلکہ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے پورا ہوا۔ اِن ہی کے زمانۂ خلافت میں یہ دونوں سلطنتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور دینِ برحق کی

قوت تمام مذاہب سے زیادہ ہوگئی۔

اَب خیال کرو کہ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کی کیسی عظیم الشان فضیلت اِس آیت سے ظاہر ہوئی کہ اِن کے ہاتھ پر آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہوا۔

میں اِس آیت اِظہارِ دین کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ تالیف کر چکا ہوں اگر کسی کو اِس آیت کا مفصل اِستدلال دیکھنا ہو تو اُس رسالہ کو دیکھئے۔

(۲) آیت دعوتِ اَعراب جو سورۂ فتح میں ہے جس میں حق تعالیٰ نے بطورِ پیشین گوئی کے اِرشاد فرمایا ہے کہ :

" اے نبی جو بدو لوگ حدیبیہ میں آپ (ﷺ) کے ہمراہ نہ گئے تھے اُن سے فرمادیجئے کہ عنقریب ایک بلانے والا تم کو سخت جنگ اور قوم سے لڑنے کے لیے بلائے گا، اگر تم اُس بلانے والے کی اِطاعت کرو گے تو بڑا ثواب پاؤ گے ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا۔"

یہ پیشین گوئی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوری ہوئی کہ اُنہوں نے اُن بدوؤں کو اِیرانیوں سے لڑنے کے لیے بلایا اور حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے اُن بدوؤں کو لڑنے کے لیے نہیں بلایا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا درگاہِ خداوندی میں وہ مرتبہ ہے کہ آپ کی اِطاعت پر قرآن شریف میں وعدۂ ثواب اِرشاد ہوا اور آپ کے باغی کو خدا نے عذاب الیم کی تہدید فرمائی۔

اِس آیت دعوتِ اَعراب کی تفسیر میں بھی ایک مستقل رسالہ لکھ چکا ہوں مفصل اِستدلال کا علم اُس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اِن دو آیتوں کے علاوہ اور آیتیں بھی ہیں مگر نمونے کے لیے سرِ دست اِسی قدر کافی ہیں۔

اَب اُن آیات اور اَحکامِ خداوندی کو دیکھیے جو حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کی رائے اور خواہش کی تائید میں نازل ہوئے۔

(۱) حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کو بڑی خواہش اِس بات کی تھی کہ اَزدواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردے کا حکم دیا جائے چنانچہ قرآنِ مجید میں اِن کے لیے پردہ کا حکم آگیا۔

(۲) آپ بار بار یہ آرزو ظاہر کرتے تھے کہ مقامِ اِبراہیم کو مصلّٰی بنایا جائے آخر قرآنِ مجید میں حکم آگیا کہ مقامِ اِبراہیم کو مصلّٰی بناؤ۔

(۳) قیدیانِ بدر کے متعلق آپ کی رائے یہ تھی کہ اُن سے فدیہ نہ لیا جائے بلکہ اُن کو قتل کر دیا جائے اِسی کی تائید قرآنِ مجید میں نازل ہوئی۔

(۴) شراب کے حرام کیے جانے کی بڑی تمنا آپ کو تھی، آخر قرآنِ مجید میں شراب کی حرمت کا حکم آگیا۔

(۵) منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے آپ رسولِ خدا ﷺ کو روکا کرتے تھے آخر قرآنِ مجید میں حکم آگیا ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ ﴾

(۶) اَذان کی مشروعیت سے پہلے آپ نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ نماز کی اِطلاع کا کوئی نظم ہونا چاہیے، آخر وحی اِلٰہی نے اَذان کی تعلیم دی۔

اَلمختصر اِس قسم کے بہت سے اَحکامِ شرعیہ ہیں جو آپ کی رائے اور خواہش کے مطابق نازل ہوئے۔ بعض علماء نے مستقل کتابیں اِس موضوع پر لکھی ہیں اور اِس قسم کے تمام اَحکامِ شرعیہ کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

اَحادیث :

(۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا ابْنَ خَطَّابٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ . متفق علیہ وفی الترمذی اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ.

''حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اے اِبن خطاب ! قسم ہے اُس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، شیطان جب تم کوکسی راستے میں چلتے دیکھتا ہے تو اُس راستہ کو چھوڑ کر دُوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے (متفق علیہ) اور ترمذی میں ہے کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) بہ تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہے۔''

ف : اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کسی بات میں شیطان کا دَخل نہیں ہوسکتا۔ یہ صفت اگر عصمت نہیں تو ظلِ عصمت ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

(۲) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ امْرَأَةِ اَبِیْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ ھٰذَا بِلَالٌ وَرَأَیْتُ قَصْرًا بِفَنَائِہٖ جَارِیَةٌ ، فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذِہٖ فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَہٗ فَاَنْظُرُ اِلَیْہِ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعَلَیْكَ اَغَارُ .(متفق علیہ)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اَبوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصا کو دیکھا اور میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی تو پوچھا یہ کون ہے ؟ فرشتوں نے کہا یہ بلال ؓ ہیں اور میں نے ایک محل وہاں دیکھا جس کے صحن میں ایک لونڈی تھی تو پوچھا یہ کس کا ہے ؟ تو لوگوں نے کہا عمر بن خطاب ؓ کا ہے، میرا اِرادہ ہوا کہ اُس محل کو اَندر جا کر دیکھوں مگر مجھ کو (اے عمر ؓ) تمہاری غیرت کا خیال آ گیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔'' (بخاری و مسلم)

(۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ قُمُصٌ مِنْھَا مَا یَبْلُغُ الثَّدِیَّ وَمِنْھَا مَا دُوْنَ ذَالِكَ وَعُرِضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَجُرُّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذَالِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الدِّیْنُ .

''حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں کسی کا قمیص پستان تک ہے اور کسی کا اُس سے کچھ نیچا اور عمر بن خطابؓ جو میرے سامنے لائے گئے تو اُن کا قمیص اِتنا نیچا تھا کہ چلنے میں زمین پر گھسٹتا جاتا تھا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اِس کی تعبیر آپ نے کیا لی۔ فرمایا ''دین''۔ (بخاری و مسلم)

ف : معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سراپا دین تھے، اُن کا دین اُن کی ہستی سے بھی زائد تھا۔

(۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ . (متفق علیہ)

''حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے کی اُمتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی حق تعالیٰ کی ہم کلامی اُن کو حاصل ہوتی تھی، میری اُمت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ یقینًا عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

(۵) عَنْ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنَا نَائِمٌ اُوْتِیْتُ بِقَدْحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلْعِلْمُ . (متفق علیہ)

''حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اِس حال میں کہ میں سو رہا تھا۔ مجھے ایک جام دُودھ کا دیا گیا میں نے پیا، یہاں تک کہ سیرابی کو میں نے دیکھا کہ میرے ناخون سے نکلنے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اِس کی کیا تعبیر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''علم''۔

ف : اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ علمِ دین میں بڑی فوقیت رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا چھوڑا ہوا سب اُن کے پاس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپؓ کی وفات ہوئی تو حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے لے گئے۔ کسی نے کہا اَبھی اجلۂ صحابہ موجود ہیں اُن کے ہوتے ہوئے آپ ایسا کہتے ہیں تو حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ''علم'' نہیں مراد لیتا جو تم سمجھتے ہو بلکہ ''علم باللہ'' مراد لیتا ہوں۔

(٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِیْ عَلٰی قُلَيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزَعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِیْ فَرِيَّهٗ حَتّٰی رَوَی النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ .(متفق عليه)

''حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک کنویں پر کھڑا ہوں اور اُس پر ڈول رکھا ہے میں نے اُس کنویں سے جس قدر ڈول خدا کو منظور تھے نکالے پھر اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس ڈول کو لے لیا اور اُنہوں نے ایک ڈول بلکہ دو ڈول اُس کنویں سے نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ اُن کی کمزوری کو معاف کرے پھر وہ ڈول پُر ہو گیا، اُس کو عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، میں نے کسی طاقتور اِنسان کو نہیں دیکھا کہ عمر کی طرح پانی بھر سکتا ہو، یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے۔

اور اِبن عمر کی روایت میں اِس طرح ہے کہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اُن کے ہاتھ میں جا کر وہ ڈول پُر ہو گیا، میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا کہ عمر کی طرح پانی بھرتا ہو، یہاں تک لوگ سیراب ہو کر چھک گئے۔''

ف : اِس حدیث میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی طرف صریح اِشارہ ہے اور اُن کی کثرت و عظمتِ فتوحات کا بھی بیان ہے اور یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ میں اُس زور و قوت کا کوئی دُوسرا شخص نہیں دیکھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت جو کمزوری کا بیان ہے یہ اُن کی نرمی اور قلتِ فتوحات کی طرف اِشارہ ہے لیکن اُن کے زمانہ کے پُر آشوب ہونے اور مدتِ خلافت کے قلیل ہونے پر قلتِ فتوحات موجبِ شکایت نہیں۔

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَاکُنَّا نَبْعُدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ. (رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ)

''حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ نے عمرؓ کی زبان اور اُن کے دِل پر حق کو قائم کردیا ہے (ترمذی) اور اَبودؤد میں حضرت اَبوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے عمرؓ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ جو کہتے ہیں حق ہوتا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ اِس بات کو بعید نہ سمجھتے تھے کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔''

(۸) عَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . (رواہ الترمذی)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناً وہ عمرؓ بن خطاب ہوتے۔''

(۹) عَنْ اَبِیْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ اَحَدُھُمَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ وَھُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْھِمَا فَقَالَ ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. (رواہ الترمذی)

''حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک روز گھر سے باہر نکل کر مسجد تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ اَبو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ایک آپ ﷺ کے داہنی جانب اور دُوسرے بائیں جانب اور آپ ﷺ دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے ، اِسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تینوں قیامت کے دِن اِسی طرح اُٹھیں گے۔''

(۱۰) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ وَ وَزِیْرَان مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ.

''حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے۔میرے دو وزیر آسمان والوں میں جبرئیل و میکائیل (علیہما السلام) ہیں، اور دو وزیر زمین والوں میں سے اَبو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔'' (جاری ہے)

✿ ✿ ✿

بقیہ : اِسلام کیا ہے ؟

''اے میرے پروردگار ! آپ مجھ کو اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے، اے رب میری دُعا قبول کر لیجئے، اے پروردگار ! مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب اِیمان والوں کو قیامت کے دِن بخش دے۔''

نماز کی عظمت و اہمیت اور اُس کے اَثرات و برکات کے بارے میں اِس سے زیادہ تفصیلات جاننے کے لیے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور خواصِ اُمت کی نمازوں کا حال معلوم کرنے اور اپنی نمازوں میں رُوح پیدا کرنے کے لیے اِس عاجز کا رسالہ ''نماز کی حقیقت'' ملاحظہ فرمایا جائے۔

✿ ✿ ✿ (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

جہادِ اسلامی کا اُصول اور اُس کی برکات :

حضرت بریدۂ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی شخص کو اسلامی لشکر کا اَمیر بنا کر بھیجتے تو اُسے خاص ہدایات دیتے اور اِس اُصول کا پابند بناتے کہ جب دُشمن سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو اُس کے سامنے تین باتیں پیش کر دینا اُن میں سے جو بات بھی وہ قبول کرلے مان لینا۔ سب سے پہلے اُسے اِسلام قبول کر لینے کو کہنا اگر وہ اِسے مان لے تو ٹھیک ورنہ دُوسرے نمبر پر اُسے جزیہ دینے کا کہنا اگر وہ مان لے تو ٹھیک ورنہ تیسرے نمبر پر اُن سے جنگ کرنا۔[۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں بھی اقدامی جہاد کے لیے جاتے جو اِعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے ہوا کرتا تھا تقدسِ اُصول کو کام میں لاتے تھے، فتح و نصرت اُن کے قدم چومتی تھی۔

اِس سلسلہ میں ایک واقعہ نظر سے گزرا، مناسب معلوم ہوا کہ قارئین کے گوش گزار کیا جائے تاکہ وہ بھی اُصولِ اِسلامی پر عمل کی برکات سے متعارف ہوں اور اِس پر اُن کا اِیمان مستحکم و مضبوط ہو۔ یہ واقعہ حضرت مولانا اَبوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک بیان میں ذکر فرمایا ہے جو آپ نے ۱۹۷۸ء میں دارُالعلوم حقانیہ اَکوڑہ خٹک میں کیا تھا۔

''یہاں بنا رکھی گئی اُس جہاد خَالِصَۃً لِوَجْہِ اللّٰہْ کی کہ جس کا رواج دُنیا میں قریب قریب ختم ہو چکا تھا۔ کسی بادشاہ کے متعلق، کسی غازی کے متعلق، کسی فاتح کے متعلق تاریخ نہیں لکھتی کہ جہاد شروع کرنے سے پہلے اُس نے اعلان نامہ بھیجا ہو جو کسی حریف کو جس کے خلاف اُس نے جہاد کرنا تھا کہ تین چیزیں ہیں۔

---

[۱] مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۴۱

پہلی دعوت ہماری یہ ہے کہ تم اِسلام قبول کرلو، اگر تم اِسلام قبول کرلو گے تو ہم یہ زمین تمہارے حوالے کر جائیں گے تم ہمارے بھائی ہوگے پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہوگا کہ بستی مٹا کر تمہاری جگہ بیٹھیں، اِس لیے کہ یہ آقاؤں کا تبادلہ نہیں، یہ دین کا اور مسلک کا تبادلہ ہے، یہ اللہ کے ساتھ عہد و پیما کرتے ہو تو تم زیادہ حقدار ہو۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو تم جزیہ دینا منظور کرو یا باجگذار ہمارے بن ہو جاؤ، ہم تمہاری حفاظت بھی کریں گے اور تمہیں اپنے حال پر باقی رکھیں گے۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جہاد کی یہ تین شرطیں تھیں اور یہ بات اِتنی مشہور ہوگئی تھی کہ فتوح البُلدان بلاذری میں آتا ہے کہ جب سمرقند فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ اَصل ترتیب اِسلام میں یہ ہے کہ سب سے پہلے اِسلام کی دعوت دی جائے پھر اِس کے بعد جزیہ کی پیشکش کی جائے، اگر وہ بھی منظور نہ ہو تو پھر قتال ہے۔

تو اُنہوں نے دیکھا کہ سمرقند میں فوجیں داخل ہوگئیں بغیر دعواتِ اِسلام دیے اور بغیر جزیہ کا مطالبہ کیے تو اُن کو ایک عرصہ کے بعد ہوش آیا جبکہ مسلمان وہاں بس گئے تھے، وہاں گھر بنا لیے تھے تو اُنہوں نے ایک وفد روانہ کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جنہیں خلفائے راشدین میں شامل کیا جائے، وہ جنہیں خلیفۂ خامس کہتے ہیں، اُن کو معلوم ہوا کہ وہ خلفائے عادل ہیں اور شریعت پر پورا عمل کرتے ہیں تو ایک وفد اُن کے پاس حاضر ہوا اور اُن سے شکایت کی کہ سمرقند بغیر اِس سنت کے اور بغیر ایک حکمِ شرعی پر عمل کیے فتح ہوگیا ہے۔

اُنہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک پرچہ لکھا وہاں قاضی کے نام کہ جس وقت تمہیں یہ پرچہ ملے تو اُسی وقت عدالت کرو اور وہاں اِس بات پر شہادت لو کہ جس وقت مسلمانوں کے قائد، فوج کے قائد نے سمرقند فتح کیا، کیا اُس وقت اِس سنت پر عمل

کیا گیا تھا یا نہیں ؟ اگر ثابت ہو جائے اور کوئی شہادت اِس اَمر پر نہ ہو کہ پہلے اِسلام اور پھر جزیہ کی دعوت دی گئی تھی تو تمام مسلمان فوجیں اُسی وقت سمر قند چھوڑ کر اُس کی حدود سے باہر جا کر کھڑی ہو جائیں اِس کے بعد اِس سنت پر عمل کریں، پہلے اہلِ سمرقند کو اِسلام کی دعوت دیں، اگر منظور ہو تو فبہا، نہ ہو تو پھر جزیہ کا کہیں، اِسے بھی نہ مانیں تب جہاد کریں۔

قاضی صاحب کو پرچہ ملا، اُنہوں نے عدالت طلب کی، مدعیٰ علیہ مسلمانوں کی فوج کے قائد ہیں اور دُنیا کی تاریخ میں شاید اِس واقعہ کی نظیر نہ ملے کہ ایک کمانڈر جس نے اپنی نوکِ شمشیر سے اِتنا اہم علاقہ ترکستان کا دارُالخلافہ فتح کیا تھا وہ مدعیٰ علیہ اور ایک معمولی مسلمان کی حیثیت سے حاضر تھا اُس مسجد میں۔ اُس سے پوچھا گیا، اُس نے اِعتراف کیا کہ ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں یلغار میں اور اِسلامی فتوحات کے تسلسل میں اِس اہم شرعی حکم پر عمل نہیں کر سکا اور جب یہ معاملہ ثابت ہو گیا تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ مسلمان اِس شہر سے تخلیہ کریں اِسے خالی کریں، مسلمانوں نے گھر بنا لیے تھے کھیتیاں جوت لی تھیں، بہت سے لوگوں نے اِسے اپنا شہر بنا لیا تھا تو سب کچھ چھوڑ کر دامن جھاڑ کر چلے گئے، باہر جا کر کھڑے ہو گئے جب وہاں کے بت پرستوں نے یا بدھ مذہب کے ماننے والوں نے مشرکوں نے یہ معاملہ دیکھا کہ شریعت کا اِتنا احترام ہے کہ اِن کے دلوں میں، اور عدل و اِنصاف کا اِتنا لحاظ ہے کہ وہ اپنے قائد اور کمانڈر اِن چیف پر بھی اِسے نافذ کرتے ہیں۔ تو اُنہوں نے کہا اَب لڑائی کی ضرورت نہیں ہم خود مسلمان ہوتے ہیں چنانچہ سمرقند سارے کا سارا مسلمان ہو گیا۔

اِس واقعہ کے ذریعہ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اُس وقت بھی جہاد کی اِس سنت پر عمل کسی وقت چھوٹ جاتا تھا اور اِس کے بعد تو معلوم نہیں تاریخ کا تعین تو مشکل

ہے مگر اِس کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ میں ہم یہ نہیں دیکھ سکتے کہ اِس سنت پر عمل کیا گیا ہو۔

ہوا یہ کہ فوجیں بڑھتی چلی جاتی تھیں اور جو علاقے اور جو شہر اُن کے راستے میں آتے اُنہیں فتح کر کے آگے بڑھتے جاتے مگر اُس اللہ کے بندے نے اُس مردِ مجاہد نے جس کا نام حضرت سیّد اَحمد شہید ؒ ہے اور اُن کے ساتھی مولانا شاہ اِسماعیل شہید ؒ جنہیں اِن کا وزیر اعظم کہیے یا دستِ بازو کہیے یا لشکر کے قاضی مفتی اور شیخ الاسلام کہیے اِن دونوں نے پہلی مرتبہ اِس سنت پر عمل کیا اور یہیں سے وہ اعلان نامہ لاہور روانہ کیا گیا جو لفظ بہ لفظ کتابوں میں منقول ہے، تو یہی وہ سرزمین ہے جو اِن مجاہدوں کے خون سے لالہ زار بنی۔'' (خطباتِ علی میاں ؒ ج ۱ ص ۲۳۵)

❁ ❁ ❁

مجلسِ یادگارِ شیخ الاسلام پاکستان لاہور

بیاد
شیخ الاسلام حضرۃ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے زیرِ اہتمام

تیسرا
شیخ الاسلام ؒ سیمینار

بمقام: ہمدرد ہال، لٹن روڈ، لاہور بتاریخ: 20/اپریل 2014ء بروز اتوار

زیرِ صدارت: حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم

مہمان خصوصی: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہم

الداعی الی الخیر: مجلس منتظمہ مجلس یادگار شیخ الاسلام ؒ پاکستان، لاہور

برائے رابطہ: 042-37112492 ، 0331-0070580 ، 0333-4432853 ، 0333-4249302

ایک مخلص عقیدت مند

مرحوم حافظ اَخلاق احمد صاحب پراچہ

﴿ جناب مولانا حافظ تنویر اَحمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب قدس سرہٗ کے قدیم تلامذہ میں ایک جناب حافظ اَخلاق اَحمد صاحب پراچہ رحمہ اللہ بھی تھے جنہوں نے دہلی کی مسجد حوض والی، نئی سڑک میں حضرت مولانا قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آگئے اور یہیں کے باسی ہوگئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پہلی محراب سنائی، کراچی کی مختلف مساجد میں قرآنِ کریم سنانے کی سعادت اِنہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے سنجیدہ مزاج بنایا تھا، اپنے کام سے کام رکھنے والی شخصیت تھے، کسی کے کام میں دخل نہیں دیتے تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے اَسفارِ حج میں حافظ صاحب موصوف رحمہ اللہ مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ میں کچھ وقت کے لیے پڑھانے بھی تشریف لاتے تھے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو بیماری کی وجہ سے ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۰ء میں ڈاکٹروں نے رمضان المبارک میں سنانے سے منع کیا اور حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے ڈاکٹروں کی آدھی بات پر عمل فرمایا، تراویح میں تو سنایا لیکن اِکیسویں شب سے ستائیسویں شب تک دو تہائی رات کے بعد جو قرآنِ کریم (بطرزِ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ) پڑھتے تھے وہ نہیں پڑھا تھا تین سال ایسا ہوا۔ پہلے سال تو یہ سلسلہ اِس طرح قائم کیا کہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ نے مِل کر پڑھا لیکن بعض اَحباب کی رائے پر دُوسرے سال حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے یہ نظام ترتیب دیا کہ اِکیسویں سے ستائیسویں شب تک رات کے ایک بجے تین حفاظ پڑھیں گے اور روزانہ یہی پڑھیں گے اُن میں ایک حافظ اَخلاق اَحمد صاحب پراچہ بھی تھے، یہ اِن کے لیے بہت بڑی سعادت تھی۔

حافظ موصوفؒ کی بیعت کا تعلق محدثِ کبیر حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا سیّد حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ (بانی جامعہ مدنیہ قدیم و جدید) سے تھا، یہ تعلق تقریبًا ۱۹۶۴ء میں قائم ہوا تھا۔ حضرت جیؒ سے بیعت کے بعد حافظ صاحبؒ نے ذکر میں اِنہاک پیدا کیا۔ حضرت قاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ حافظ صاحب کا قلب ہر وقت جاری رہتا ہے۔ سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت اِن کے دل سے ''اللہ'' جاری ہے، صاحبِ نسبت تھے حضرت جیؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے حضرت جیؒ اپنی بیماری سے پہلے کراچی تشریف لاتے تھے اور جامع مسجد سٹی اِسٹیشن میں قیام فرمایا کرتے تھے، حافظ موصوف حضرت جیؒ کی مجالس کے حاضر باش تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت جیؒ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے یہ ۱۹۶۲ء تھا، حضرت جیؒ کی لاہور واپسی رمضان المبارک سے دو تین روز پہلے ہوئی، کراچی کے سٹی اسٹیشن سے گاڑی میں سوار ہوئے حافظ صاحب بھی رُخصت کرنے والوں میں سے تھے اُنہوں نے حضرت قاری صاحبؒ سے کہا :

''میں بھی کینٹ اسٹیشن تک کا ٹکٹ لے کر بیٹھ جاؤں ؟ وہاں سے واپس آجاؤں گا۔''

حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا: چلے جائیں۔

حافظ صاحب بھی سوار ہوگئے تین دِن کے بعد رمضان کا چاند نظر آگیا حافظ صاحب بہاری کے علاقہ کی ایک مسجد رحمانیہ میں سناتے تھے، پہلے دِن تراویح کے لیے نہیں پہنچے تو مسجد والے حضرت قاری صاحبؒ کے پاس آئے کہ حافظ صاحب تو آئے نہیں آپ کسی اور حافظ کو بھیج دیں۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اُسی وقت جناب حافظ شہاب الدین صاحب قریشی زید مجدہ کو بھیج دیا، یہ بھی حضرت قاری صاحبؒ کے شاگرد ہیں اور نئے نئے مدرسہ سے فارغ ہوگئے تھے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ حافظ اَخلاق اَحمد صاحبؒ نے کینٹ سے لانڈھی تک کا ٹکٹ لے لیا کہ وہاں سے واپس آجاؤں گا، لانڈھی پہنچ کر حیدر آباد تک کا ٹکٹ لے لیا، حیدر آباد پہنچ کر سوچا کہ یہاں تک آگیا چلو لاہور تک ہی ساتھ چلا جاؤں، وہاں سے لاہور کا ٹکٹ لے لیا اور پورے سفر میں حضرت جیؒ کی معیت ہوگئی۔ جب لاہور سے واپس آئے تو حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا: بندۂ خدا ! بتا تو دیتے

لاہور تک جاؤ گے، مسجد میں پہلے ہی دن سے کسی حافظ کا بندوبست کردیتے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ لاہور کا اِرادہ تو حیدرآباد پہنچ کر ہوا، یہ حضرت جیؒ سے تعلق کی بات تھی۔

جامعہ مدنیہ کے لیے کراچی میں کھالوں کے نظم کے بہت عظیم کارکن رہے، شروع میں یہ خود کھالیں جمع کرتے تھے یعنی کارکن تھے، خود بتایا کرتے تھے کہ مولانا نورالحسن (مرحوم) کے یہاں ایک گائے اور ایک اُونٹ کی قربانی ہوئی اُنہوں نے کہا کہ ایک کھال میں دارُالعلوم نانک واڑہ (حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ) کو دُوں گا اور ایک تمہارے مدرسہ (جامعہ مدنیہ) کو۔ اَب تمہاری مرضی کہ اُونٹ کی کھال لوگے یا گائے کی، اِن کے ساتھ جناب حافظ محمد کاملین صاحب پراچہ زید مجدہٗ بھی تھے دونوں نے کہا کہ اُونٹ کی دے دیں اور دِل میں سوچا کہ یہ کھال بڑی ہوتی ہے مہنگی بکے گی، مدرسہ کو فائدہ ہوگا۔ دوڈھائی میل سے سائیکل پر لادھ کر بڑی مشکل سے وہ کھال مرکز پر لائے، شام کو جب وہ کھال فروخت کرنے گئے تو پانچ روپے کی بکی جبکہ گائے کی کھال اُس وقت چھ سات روپے کی تھی۔ کہتے تھے کہ ہمیں بڑا اَفسوس ہوا کہ اِتنی محنت بھی کی، پریشانی اُٹھائی اور وہ کھال اِتنی قیمت میں گئی۔ بعد میں جب دُوسرے طلباء مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کے کارکن بنے تو حافظ صاحب صبح فجر پڑھ کر مرکز آجاتے تھے اور عشاء کے بعد تک وہیں رہتے تھے، کارکنان کی دِل جوئی کے لیے اُن کا بہت خیال رکھتے تھے۔

موصوف تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ کے بانیان میں سے تھے، یہ تنظیم حضرت قاری صاحبؒ کے حفاظ تلامذہ کی ہے جو ۱۹۷۵ء میں قائم ہوئی۔ حافظ صاحب موصوف اِس کے مختلف عہدوں پر رہے اور خدمات اَنجام دیں۔

(۱) نائب ناظم : دسمبر ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۸ء (تین سال)

(۲) خزانچی : ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء (دوسال)

(۳) نائب صدر : یکم ستمبر ۱۹۹۰ء سے ۱۴/اگست ۱۹۹۱ء (گیارہ ماہ چار دِن)

(۴) مجلسِ عاملہ کے رُکن

حافظ صاحب موصوف نے حضرت جیؒ کی وفات کے بعد فدائے ملت اَمیر الہند حضرت مرشدی مولانا السیّد اَسعد مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے تجدیدِ بیعت کر لی تھی۔ جب تک اُن کی صحت نے اِجازت دی حضرت قاری صاحبؒ کے ہاں مجلسِ ذکر کے حاضر باش تھے، بیماری کے زمانے میں بھی جمعہ کی نماز میں تشریف لاتے رہے۔

حضرت قاری صاحبؒ کے وصال (۲۱؍ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۷؍مارچ ۲۰۱۱ء) کے بعد دو تین مرتبہ ہی جمعہ میں آسکے اور اُس کے بعد سے مستقل بیمار رہتے تھے کہ وہ وقت اَجل آپہنچا، ۲۱؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ/ ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ رات ساڑھے گیارہ بجے اِنتقال فرما گئے۔ اگلے دِن مولانا مفتی محمد سعد صاحب پراچہ زید مجدہٗ نے جنازہ پڑھایا اور کراچی کے غریب آباد قبرستان میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ حافظ صاحبؒ کی حسنات کو قبول فرمائے، سیئات سے درگزر فرمائے جنت الفردوس عطا فرمائے اور اُن کی اَولاد کو (اُن کے نقشِ قدم) پر چلائے، آمین۔

✿ ✿ ✿

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

اَپریل فول اور اُس کی تاریخی و شرعی حیثیت

﴿ جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مظاہری، اِنڈیا ﴾

اِسلام ایک فطری مذہب ہے اِس نے ہر اُس چیز کا پورا پورا خیال رکھا ہے جس کی ضرورت اِنسانی فطرت کو ہوتی ہے اور ہر اُس شے سے رُکنے اور باز رہنے کی تلقین کی ہے جس سے دینی یا دُنیوی نقصان ہوتا ہو اور دُوسری قوموں کی نقالی کرنے اور اُن کی اَندھی تقلید کرنے سے قطعاً منع کیا ہے۔

آج ہماری قوم پر مغربیت کا ایسا جنون طاری ہے کہ ہر ہر معاملہ میں بے سوچے سمجھے اَغیار کی اَندھی تقلید کو اپنے لیے ذریعہ نجات و معراج سمجھتی ہے حالانکہ محسن اِنسانیت رحمة للعالمین ہمارے آقاء و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مکمل رہنمائی فرمائی ہے اور ہمیں کسی طرح بھی تشنہ کام نہیں چھوڑا اور کہیں بھی ایسا موقع نہیں دیا کہ ہم کو رہنمائی و رہبری کے لیے دُوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑے۔

مغرب کی اَندھی تقلید میں آج ہم نے ''اپریل فول'' کو اپنی تہذیب کا ایک حصہ بنالیا ہے ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ اِس کے پیچھے کیا کیا خرابیاں کار فرما ہیں، بس بے سوچے سمجھے غیر مہذب قوم کی پیروی میں لگ گئے، آیئے اُن خرابیوں سے پردہ اُٹھاتے ہیں اور مؤرخین کی مختلف آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سولہویں صدی عیسوی تک سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا اور اِس مہینے کو رُومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا ہے، شاید اِسی یونانی نام سے مشتق کر کے اپریل مہینے کا نام رکھا گیا (برٹانیکا)۔

بعضوں کا خیال یہ ہے کہ یکم اپریل کو سال کی پہلی تاریخ ہوا کرتی تھی اور اِس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا اِس لیے لوگ اِس دن کو جشن و مسرت کے طور پر مناتے تھے اور ہنسی مذاق

اور کھیل کود کرتے ، رفتہ رفتہ اِسی نے ''اپریل فول'' شکل لے لی۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ۲۱ / مارچ سے موسم میں تبدیلی آنی شروع ہوتی ہے بعض لوگوں نے اِس تبدیلی کو اِس طرح تعبیر کیا کہ اُوپر والا ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے کیونکہ ہم بھی ایک دُوسرے کو بیوقوف بنائیں اِس طرح اُنہوں نے ایک دُوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔ (برٹانیکا)

ایک وجہ اِنسائیکلو پیڈیا لارُوس نے بڑے وثوق کے ساتھ پیش کی ہے اور اُس کے صحیح ہونے پر دلائل و شواہد پیش کیے ہیں، یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رُومیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق و اِستہزاء کیا اور رُخسار مبارک پر چپت لگائے، آنکھیں بند کرا کر پوچھتے کہ اِلہام کے ذریعہ بتا کہ کس نے مارا، آپ پر طعن و تشنیع کرتے اور آپ کو ذلیل کرتے ، لوقا کی اِنجیل میں اِس کو یوں بیان کیا :

> ''اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اُس کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور مارتے تھے اور اُس کی آنکھیں بند کر کے اُس سے پوچھتے تھے کہ نبوت (اِلہام) سے بتا تجھے کس نے مارا اور اُنہوں نے طعنہ اور بھی بہت سی باتیں اُس کے خلاف کہیں۔''
>
> (۲۲ : ۶۵-۶۳)

آگے یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سردارانِ یہود اور قوم کے بزرگوں کی عدالتِ عالیہ میں پیش کیا گیا پھر اُن کو پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ اِن کا فیصلہ وہاں ہوگا پھر پیلاطس نے اِن کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا، ہیرودیس نے پھر اِن کو پیلاطس کی عدالت میں بھیج دیا۔

لارُوس لکھتے کہ عیسیٰ کی ایک عدالت سے دُوسری عدالت میں منتقلی بھی اِن کا ٹھٹھہ اور مذاق اُڑانے کے لیے تھی۔

رُوم میں اِسے (اپریل کو) فیسٹول آف ہیلاریا (Festival of Hilaria) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہیلاریا، رُومی قصے کہانیوں میں ہنسی مذاق کی علامت تھی جبکہ اِس کو رومن لافنگ ڈے کہتے ہیں، پرتگالی لوگ اِس کو ''فول ڈے'' کے نام سے جانتے ہیں اور اسپین میں اپریل کو ''کویل کا مہینہ'' مانا جاتا ہے اِس لیے اپریل فول بننے والے شخص کو ''کوکو'' کہا جاتا ہے جبکہ دُنیا کی دیگر جگہوں میں اِس کو ''اپریل فول'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

بہرحال ''اپریل فول'' کا جو بھی پس منظر رہا ہو بہر صورت کسی نہ کسی صورت اِنسانیت دُشمنی کے واقعہ سے جڑا ہوا ہے، مسلمانوں کے لیے یہ قبیح رسم اِس لیے بھی مزید بری ہے کہ یہ بہت سے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت اِختیار کرنا (۲) صریح جھوٹ بولنا (۳) گناہِ کبیرہ کو حلال اور جائز سمجھنا (۴) خیانت کرنا (۵) دھوکہ دینا (۶) دُوسروں کو اَذیت پہنچانا (۷) ایک ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اصل بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ''اِسلام'' نے ہماری اِس سلسلہ میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔

☆ معلم اِنسانیت حضرت محمد ﷺ نے غیر قوم کے رسم و رواج، جشن و تہوار، عادات و اطوار کو اَپنانے والے کو اپنے مذہب سے نکل کر اُنہی کے مذہب میں داخل ہونے کے مترادف قرار دیا ہے آنحضرت ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْہُ'' (اَبو داود، مسند احمد) جو شخص جس قوم کی مشابہت اِختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے، ایک دُوسری حدیث پاک میں فرمایا :

لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا، لَا تُشَبِّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی (ترمذی ۲/۹۹)

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ (دیگر اَقوام) کے طریقہ کی مشابہت اِختیار کرے تم یہود و نصارٰی کی مشابہت اِختیار مت کرو۔''

پس جو شخص زندہ ضمیر رکھتا ہے، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے غلاموں میں شمار ہونا چاہتا ہے تو یقیناً ایسی باتوں سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہیے نہیں تو کل اَنجام بد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

علامہ اِبن تیمیہؒ نے اپنی تصنیف "اقتضاءُ الصراط المستقیم" میں غیروں کی مشابہت اِختیار کرنے کے ممنوع ہونے میں متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں، چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے۔

کفار کی نقل اور پیروی کرنے سے آدمی خود بخود صراطِ مستقیم کی پیروی سے ہٹ جاتا ہے۔

اُن کی پیروی کرنے سے اُن کے قول وعمل سے ہم آہنگی اور قلبی موانست پیدا ہوجاتی ہے جو سراسر اِیمان کے منافی ہے۔

کفار کی مشابہت پر جمے رہنے سے خود شریعت مطہرہ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور اِیمان کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور آوارگی، بے حیائی اور جنسی بے راہ روی عام ہوجاتی ہے۔

مسلمانوں کی اِس نقالی سے کفار دلی خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنے کفر پر مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں لہٰذا عقائد وعبادات اور جشن وتہوار میں غیر مسلم اَقوام کی نقالی ناجائز وحرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے "اللہ کے دُشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اِجتناب کرو۔" (مسند اَحمد)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے مشرکین کے نوروز و مہرجان (تہواروں) کے جشن منائے اور اُسی حالت میں موت آگئی تو قیامت کے روز اُنہی میں سے اُٹھایا جائے گا۔ (مسند اَحمد)

☆ دُوسرا گناہ اِس میں یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کا اِرتکاب کیا جاتا ہے بلکہ صریح جھوٹ بولا جاتا ہے قرآن وحدیث میں جھوٹ کی حد درجہ مذمت بیان کی گئی ہے۔ قرآنِ کریم میں دسیوں مقام پر جھوٹ کی قباحت بیان فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جہاں شرک اور بت پرستی سے منع فرمایا ہے وہیں جھوٹ سے بھی بچنے کا حکم دیا، جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا، (سورۂ منافقون: ۱)

حدیث شریف میں اِس طرح بیان کیا :

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(بخاری ، مسلم)

''منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اُس کے خلاف کرے اور جب اُسے اَمین بنایا جائے تو اُس میں خیانت کرے۔''

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کو ممنوع فرمایا بلکہ ایسے شخص کے لیے تین مرتبہ بددُعا فرمائی فرمایا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بربادی ہے اُس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے، اُس کے لیے بربادی ہے، اُس کے لیے بربادی ہے۔ (ترمذی، اَبوداؤد، مسند اَحمد)

☆ تیسرا گناہ یہ ہے کہ اِس دن جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کو جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ لائق تحسین اور قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے حالانکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہِ کبیرہ ہے اور اگر اِس کو جائز وحلال سمجھ کر بولا جائے تب تو اَندیشہ کفر ہے۔

☆ چوتھا گناہ اِس میں دھوکہ دینا بھی ہے، اِس کو بھی فقہائے کرام رحمہم اللہ نے گناہِ کبیرہ میں شمار کیا ہے، دھوکہ دینے والے کے متعلق محسن اِنسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ نے سخت ناراضگی کے الفاظ فرمائے ہیں، فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مُسلم) جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

☆ پانچواں گناہ یہ ہے کہ اِس میں خیانت جیسی ممنوع حرکت کا بھی اِرتکاب کیا جاتا ہے جس کو گناہِ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ محسن اِنسانیت حضرت محمد ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ :

كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ. (اَبوداؤد ۲/۳۳۳)

''بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھتا ہو حالانکہ تم اُس سے جھوٹ بول رہے ہو۔''

خیانت کو حدیث پاک میں منافق کی علامت بھی قرار دیا جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا۔

☆ چھٹا گناہ ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اَساس و بنیاد بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کی ذات مقدس کے ساتھ گستاخانہ مذاق پر ہے، یہ تینوں ہی عظیم تر گناہ ہیں بلکہ اُن پر عمل پیرا ہونے سے کفر وضلال کے گڑھے میں چلے جانے کا خوف ہے۔

☆ ساتواں گناہ اِس میں یہ ہے کہ مسلمانوں کو اَیذاء پہنچائی جاتی ہے، یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے قرآنِ پاک میں ہے کہ

﴿ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ (سُورۂ احزاب : ۵۸)

''بیشک جو لوگ ناحق اَیذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور عورتوں کو، اُنہوں نے بہتان یعنی بڑا گناہ اُٹھایا۔''

حدیث پاک میں اِس کی شناعت کو اِس طرح بیان فرمایا گیا :

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ بِلِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ. (مسلم ۱/۴۸)

''کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی اَیذا) سے عام مسلمان محفوظ رہیں۔''

''اپریل فول'' تہذیبِ جدید کے عنوان سے آج مسلمانوں میں بھی منایا جانے لگا ہے جبکہ اِس کے پیچھے وہی ذہنیت اور اِسلام دُشمنی کارفرما ہے جو اَزل سے اِسلام کے دُشمنوں کا شیوہ رہی ہے۔

مغرب کی اَندھی تقلید میں جدید تہذیب وتمدن اَپنانے کی حرص میں کہیں ہمارا دین واِیمان نہ غارت ہوجائے، خدارا ! اِس پر غور کریں۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵؍فروری بروز بدھ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مولانا اَبو بکر صاحب کی خصوصی دعوت پر درسِ قرآن دینے کے لیے جھنگ تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد اَز نمازِ عشاء عظمت قرآن پر مفصل بیان فرمایا۔ رات کے قیام وطعام کا اِنتظام بھائی وقاص صاحب کے گھر پر تھا۔

اَگلی صبح ۶؍فروری بروز جمعرات کو ٹانک میں فاضلِ جامعہ مدنیہ مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب مدظلہم کے بیٹے کی تعزیت اور ڈیرہ شہر میں حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے جھنگ سے نو بجے راوانہ ہوئے۔ عصر کے قریب ٹانک پہنچ گئے جہاں آپ نے مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب سے اُن کے بیٹے کی تعزیت کی۔ کچھ دیر قیام کے بعد حضرت صاحب نے مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب اور اُن کے دُوسرے عزیز و اَقارب سے اِجازت چاہی اور ڈیرہ اِسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے، رات آٹھ بجے ہم ڈیرہ پہنچ گئے۔ رات حاجی غلام مصطفٰی صاحب کے گھر پر قیام ہوا۔ اَگلے روز حضرت صاحب، حضرت مولانا مولانا علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے اُن کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ بعد اَزاں دِن کے گیارہ بجے حضرت صاحب نے حاجی غلام مصطفٰی صاحب اور اُن کے بھائی یحیٰی طارق صاحب سے اِجازت لے کر لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ الحمد اللہ رات نو بجے بخیریت گھر پہنچ گئے۔

۸؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب چوہدری محمد علی صاحب کی دعوت پر محمد آباد کی مسجد اللہ اکبر میں، آدابِ حرمین شریفین کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا۔

۱۵؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مفتی محمد دین صاحب کی دعوت

پر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے پشاور تشریف لے گئے جہاں آپ نے ۱۶رفروری کو تکمیل نبوت کے موضوع پر مفصل بیان فرمایا پھر اُسی روز واپسی کے لیے روانہ ہوئے اور بخیریت رات گیارہ بجے لاہور پہنچ گئے، والحمدللہ۔

۲۱رفروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے شیخوپورہ میں بھائی محمد صاحب کے مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا، بعد اَزاں اُن کے گھر کھانا تناول فرمایا۔

وفیات

جامعہ مدنیہ جدید کے مخلص و خیر خواہ جناب ڈاکٹر اِحترام علی خان صاحب طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب کے بہنوئی گزشتہ ماہ وفات پاگئے۔

محمد آباد کے رشید اَحمد صاحب کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پاگئیں۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا اِسماعیل صاحب کے بہنوئی گزشتہ ماہ وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

داخلے جاری ہیں

صفہ ٹرسٹ

An Islamic Heritage

(Play Group to 8th)

SUFFAH SCHOOL SYSTEM

(With Hifz-e-Quran)

A Project of Suffah Trust

بانی و مدیر
حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم
اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک

Contact for Registration
9:00am to 1:00pm

اسلامی تربیت کا آغاز

SUFFAH
ISLAMIC MONTESSORI
PRE-SCHOOL 3 YEARS

Age Group : 3 ½ to 5 ½

بنیادی خصوصیات

★ حفظ و ناظرہ کی معیاری تعلیم ★ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی اقدار کی تعلیم و تربیت
★ دینی بنیادوں پر استوار خصوصی نصاب ★ طلبہ و طالبات کے لیے لائبریری کی سہولت
★ اسلامی اخلاق و آداب سے مزین معاشرتی ترقی کی جانب ایک قدم ★ طبی معائنے کا باقاعدہ اہتمام

Contact us: Branch: Imam Abu Yusuf (rh)
396-G, Gulshan-e-Ravi, Lahore.
Tel: + 92 42 37 46 48 04
Cell: 0333-4249302, 0333-4432853

Head Office: Branch: Imam-e-Azam Abu Hanifa(rh) 3-Mehmood Street, Mohni Road, Lahore.
Tel: + 92 42 37 11 24 92 Cell: 0331-0070580 Web: www.suffahtrust.org E-mail: info@suffahtrust.org

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور